کھل رہے ہیں صفحۂ قرطاس پر مدحت کے پھول
سج رہا ہے گلستانِ حمد و نعت و منقبت

حمدیہ نعتیہ اور مدحیہ اشعار کا
ایمان افروز اور خوبصورت گلدستہ

گلستانِ عقیدت

نتیجۂ فکر
شاعرِ معرفت شیخِ طریقت
محترم شاہین اقبال اثر جونپوری مدظلہ

خلیفۂ مجاز
عارف باللہ حضرت مولانا
الشاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبہ صفدریہ
نزد مدنیہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور
0301-7790908 0332-7045126

CamScanner

کِھل رہے ہیں صفحۂ قرطاس پر مِدحت کے پھول
سج رہا ہے گلستانِ حمد و نعت و منقبت

حمدیہ نعتیہ اور مدحیہ اشعار کا
ایمان افروز اور خوبصورت گلدستہ

گلستانِ عقیدت

نتیجۂ فکر
شاعرِ معرفت شیخِ طریقت
محترم شاہین اِقبال اثر جونپوری حفظہ اللہ

خلیفہ مجاز
عارف باللہ حضرت مولانا
الشاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبہ صفدریہ
نزد مدرسہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور
0301-7790908 0332-7045126

(1)

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب.................. گلستانِ عقیدت

شاعر.................. شاہین اقبال اثر جون پوری

ناشر.................. مکتبہ صفدریہ بہاولپور

طبع اوّل.................. رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

ان شاء اللہ العزیز ہفت روزہ ''ضرب مؤمن'' کے ہر دفتر میں اور ہر اچھے کتب خانے پر یہ کتاب ''گلستانِ عقیدت'' دستیاب ہوگی۔

ناشر

مکتبہ صفدریہ

نزد مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور

03017790908–03327045126

فہرست

۱	حرفِ اول	۵
۲	پیش لفظ	۷
۳	رائے گرامی مولانا مجاہد الحسینی صاحب	۹
۴	رائے گرامی محترم انجم نیازی صاحب	۱۲
۵	رائے گرامی پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب	۱۶
۶	رائے گرامی مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب	۲۳
۷	رائے گرامی محترم خالد اقبال تائب صاحب	۲۷
۸	مناجات	۲۸
۹	حمد باری تعالیٰ	۴۹
۱۰	نعتِ سرورِ کونینؐ	۷۵
۱۱	مناقبِ صحابہؓ	۱۸۹
۱۲	خراجِ عقیدت	۲۳۰

انتساب

- سرورِ کونین، ساقیِ کوثر ﷺ
- صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

اور

- شہدائے ناموسِ صحابہ رحمۃ اللہ علیہم

کے نام

اثر جون پوری

حرفِ اول

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

شاہین اقبال اثر، حاصل تمنائی، راحت اللہ آبادی اور اثر جونپوری کے شائع ہونے والے اشعار میں جنون کی حد تک شوق سے پڑھتا تھا، بعد میں معلوم ہوا یہ چاروں نام ایک ہی شخصیت کے ہیں، یعنی محترم شاہین اقبال اثر جونپوری صاحب مدظلہٗ۔ کے اشعار ہی مختلف ناموں سے ضربِ مؤمن، روزنامہ اسلام، خواتین کا اسلام اور بچوں کا اسلام میں شائع ہوتے تھے۔ بعد میں اثر صاحب سے قربت بڑھی تو ان کے اشعار میں اور بھی مٹھاس محسوس ہونے لگا، مگر یہ کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ ان کے حمدیہ، نعتیہ اور مدحیہ اشعار کی اشاعت وطباعت میرے حصہ میں آئے گی، میں اس سعادت کو اللہ تعالیٰ کا بے پایاں احسان سمجھتا ہوں۔

شاعرِ معرفت محترم شاہین اقبال اثرؔ جونپوری مدظلہٗ کو حق تعالیٰ شانہٗ نے شعر وادب کی دنیا میں جو شہرت اور ناموری عطا فرمائی ہے وہ دینی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں ہے، ہفت روزہ ''ضرب مؤمن'' ہفت روزہ ''بچوں کا اسلام'' اور ہفت روزہ ''خواتین کا اسلام'' کی زینت بننے والے ان کے اصلاحی اور ادبی شہ پارے ان کی فنی صلاحیتوں کا عظیم شاہکار ہیں، نامور خطباء، معروف نعت خواں، خوش نوا مقررین اور وابستگانِ سلوک وتصوف ان کے انقلاب آفریں کلام کو جھوم جھوم کر پڑھتے اور سر دھنتے ہیں، ان کے قلم سے صادر ہونے والے ترانے ملک اور بیرون ملک گونجتے ہیں، پاکستان کے نامی گرامی نعت خواں جب ترنم کے ساتھ اثر جون پوری صاحب کا کلام پڑھتے ہیں تو سامعین پر وجد طاری ہوجاتا ہے، اثر صاحب کا اپنا کلام ان کی ہی آواز کی وساطت سے حاضرین کی سماعتوں پر دستک دے تو ایک پُرکیف سماں بندھ جاتا ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

میں اس وقت بے پناہ خوشی محسوس کررہا ہوں کہ مجھے محترم اثر جون پوری صاحب کے حمدیہ، نعتیہ اور مدحیہ کلام کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے، اس مجموعہ میں حمد باری تعالیٰ، نعتِ سرورِ کونین ﷺ، مناقب صحابہؓ اور فقہاء ومحدثین کی مدح سرائی پر مشتمل اثر صاحب کا پُر اثر کلام شامل ہے، توقع ہے کہ اس مجموعہ سے قارئین کے دل میں حق تعالیٰ کی عظمت بھی بڑھے گی اور آنحضرت ﷺ کی محبت میں بھی اضافہ ہوگا، صحابہ کرامؓ کی عقیدت بھی دلوں میں جاگزیں ہوگی، اور فقہاء ومحدثین سے وارفتگی بھی، علماء دیوبند کی مجاہدانہ سرگرمیاں بھی اجاگر ہوں گی اور ان کا روحانی مقام بھی عیاں ہوگا، اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ، دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس مجموعہ کو قبولیت کے اعزاز سے بہرہ وَر فرمائیں آمین۔

اس موقع پر میں تعاون کرنے والے تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بالخصوص تقریظ لکھنے والے بزرگان حضرت مولانا مجاہد الحسینی صاحب، محترم انجم نیازی صاحب، محترم پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب، مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب اور محترم خالد اقبال تائب صاحب کا جنہوں نے اپنی رائے گرامی تحریر فرمائی۔

ان کے علاوہ مولانا سرفراز حسن حمزہ، مولانا احمد طاہر اختر، مولانا محمد نوید اشرف، قاری محمد یعقوب، بھائی محمد عمر ایوب، چوہدری محمد امتیاز، بھائی محمد جہانگیر، برادرم صدام حسین اور دیگر احباب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے موقع بموقع بھرپور تعاون فرمایا۔

جزاہم اللہ خیرا، احسن الجزاء۔

جمیل الرحمٰن عباسی

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''صفدر'' گجرات

مدیر دوماہی ''تسکین الصدور'' بہاولپور

۱۷ شعبان ۱۴۳۴ھ

پیشِ لفظ

بعدِ حمد وصلوٰۃ، بندۂ ناچیز عرض کرتا ہے کہ کم از کم ۲۲ برس قبل بندہ نے یہ شعر کہا تھا۔

حمدِ خدائے پاک کوئی سہل تو نہیں
اتنے عظیم کام کا میں اہل تو نہیں

حقیقت یہ ہے کہ مشیتِ ایزدی کو کسی کی اہلیت کا احتیاج نہیں، وہ جب چاہے تو نااہلوں سے بھی ایسی ایسی خدمات لے لے کہ بڑے بڑے اہل بھی انگشت بدنداں رہ جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا کام

ع اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں

کچھ عرصہ قبل نعت کے یہ اشعار اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وارد ہوئے کہ

جیوں صرف صلے علیٰ کہتے کہتے
مروں نعتِ بدرالدجیٰ کہتے کہتے
نشاں اپنی ہستی کا از خود مٹا دوں
میں شانِ حبیبِ خدا کہتے کہتے

منقبت کا یہ قطعہ بھی بندے نے کم از کم دو عشرے قبل کہا تھا کہ

بیٹھا آثرؔ جو مدحتِ صدیق کے لئے
الفاظ شعر بن گئے تصدیق کے لئے
ہجرت کی رات کون رہا غارِ ثور میں
قرآنِ پاک دیکھئے تحقیق کے لئے

جب حضرتِ اقدس عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کی مجلس میں سنایا تو حضرت بے حد خوش ہوئے، داد اور دعاؤں سے نوازا۔

مدّتوں سے یہ خواہش اور تمنا تھی کہ حمد و نعت و منقبت کا مجموعہ الگ شائع کیا جائے مگر جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہو کوئی کام پایۂ تکمیل تک کیونکر پہنچ سکتا ہے، اور جب میرے مولیٰ نے چاہا تو ہمارے محترم مولانا جمیل الرحمٰن عباسی صاحب سلمہ کو اس مجموعہ کی اشاعت کا ذریعہ بنا دیا، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے عظیم عطا فرمائے اور ہم سب کے لئے قیامت تک صدقۂ جاریہ بنائے (آمین)۔

آثرؔ جون پوری

☆......☆......☆......☆

رائے گرامی

حضرت مولانا مجاہدالحسینی صاحب مدظلہٗ (فیصل آباد)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

یہ حمدیہ اور نعتیہ کلمات ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختم نبوت کا اعتراف اور اظہار ہے، اسی خالق کائنات نے اپنے آخری نبی رسول ﷺ کی شان میں ارشاد فرمایا ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا'' اور ہم نے اے محمد ﷺ تجھے ساری کائناتِ انسانی کے لئے بشارت دینے والے اور ڈرسنانے والے کی حیثیت سے مبعوث کیا ہے، یہ حضور ﷺ کی عظمتِ شان کی آئینہ دار آیت کریمہ ہے، اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمہ اور آپ کی عاداتِ حسنہ کی بابت ایک سوال کے جواب میں کیا خوب فرمایا تھا ''کان خلقه القرآن'' کہ حضرت محسنِ انسانیت ﷺ کی ذات اقدس تو سراپا قرآن کریم ہے، آپ کا چلنا پھرنا، آپؐ کی نشست و برخاست، آپ کا تکلم، آپ ﷺ کا ارشاد، آپ کا بولنا وحی الٰہی کے مطابق سراسر قرآن ہی ہے اللہ کے آخری نبی ﷺ و رسول علیہ السلام کا ادیبانہ اور علم و حکمت سے بھرپور کلام سن کر کوئی آپ کو شاعر اور ساحر نہ سمجھے کیونکہ شعر و شاعری آپ کے شایان بھی نہیں اور نہ ہی ''وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ'' اللہ نے آپ ﷺ کو شعر و شاعری کی تعلیم دی ہے، اس کے باوجود حضور رسول کریم ﷺ کا کلام شعر و حکمت کا آئینہ دار ہوتا، جیسا کہ میدانِ جہاد میں آپ ﷺ نے فرمایا۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ

اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس افصح العرب والعجم کی عظمت سے سرفراز ہے، آپ نے نعتیہ کلام حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن رواحہ، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر شعراء سے سنا بھی اور تحسین بھی فرمائی، چنانچہ عہدِ رسالت ﷺ اور عہدِ خلافت راشدہ رضی اللہ عنہم سے لے کر عصر حاضر تک مختلف ادوار میں بلند پایہ نعت گو اور سیرت نگار حضرات اپنے اپنے انداز میں سعادت پا چکے ہیں، ہمارے برصغیر پاک و ہند کے نعت گو اسلاف و اکابر میں سے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، سید محمد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، حفیظ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، جگر مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ، احسان دانش رحمۃ اللہ علیہ، شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ، سید انور حسین نفیس رحمۃ اللہ علیہ، حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ، احمد ندیم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، حفیظ تائب رحمۃ اللہ علیہ، صوفی افضل فقیر رحمۃ اللہ علیہ، الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ممتاز ادباء و شعراء کے اسماء گرامی خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی علم افروز مجلس میں برادر مکرم سید عطاء المہیمن بخاری (ننھے پیر جی صاحب) عموماً یہ شعر اپنے خاص انداز میں سنا کر خوب دادِ تحسین وصول کیا کرتے تھے۔

مُحَمَّدٌ بشرٌ ولیس کالبشر

بل هُو یاقُوتَۃٌ والناسُ کالحجر

حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس بشر تو ہے لیکن عام بشر اور انسانوں جیسی نہیں بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ آپ کی ذات اقدس تو یاقوت (یعنی ہیرے، جواہرات اور قیمتی پتھروں سے بھی اعلیٰ و ممتاز ہے اور عام انسان و بشر تو عام پتھروں جیسے ہیں۔ بہر نوع اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد ﷺ کی عظمتِ شان بیان کرنے کی کوشش نعت گوئی، نعت نویسی بھی ہے اس سلسلے کی

مساعیٔ حسنہ تا قیامت جاری رہیں گی، ہمارے محترم بھائی اور نامور ادیب وشاعر جناب اثر جونپوری صاحب کے نتیجہ فکر سے حمد، نعت اور مناقب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک خوشنما گلدستہ آراستہ ہوا ہے جسے نامور دینی، علمی اور ملی شخصیت مولانا جمیل الرحمٰن عباسی صاحب نے اپنے مکتبہ صفدریہ، ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور کے زیرِ اہتمام طباعت واشاعت کا انتظام کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس مبارک پیشکش کو مقبول بنائے اور ایسی نادر علمی وادبی کتب شائع کرنے کی مزید توفیق عطا کرے۔ آمین ...... کتاب کے علمی وادبی اور شعری محاسن کی بابت اس شعبے کے ماہرین اظہارِ خیال کر کے اسے مزید باکمال بنانے کے لئے تعاون کریں تا کہ نعتیہ کلام عظمتِ شان کا آئینہ دار بنا رہے۔ آخر میں اپنا ایک شعر حصولِ برکت کی خاطر عرض ہے۔

جن کی سیرت بہرِ انساں منفرد تنظیمِ حیات
ہیں محمدؐ سرورِ کونین، فخرِ کائنات

رائے گرامی

محترم انجم نیازی صاحب (راولپنڈی)

جب میں کسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں تو میرے سامنے دو ہی سوال ہوتے ہیں، مصنف نے ''کیا کہا اور کیسے کہا۔'' ''کیا کہا'' کا تعلق مصنف کے خیالات، محسوسات اور مشاہدات سے ہوتا ہے اور ''کیسے کہا'' کا تعلق اُس کے اندازِ بیان، لفظیات اور ترکیبات سے ہوتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ مشروب اگر گندے ساغر میں پیش کیا جائے تو پینے والے کو لُطف محسوس نہیں ہوگا مگر سادہ اور کمتر مشروب کو اعلیٰ، صاف ستھرے ساغر میں بھر کر پیش کریں تو ہر شخص اس کو پینے سے لطف اندوز ہوگا۔

الفاظ کا چناؤ اور ان کا استعمال شعر میں دلکشی پیدا کر دیتا ہے، ہر لفظ تقاضا کرتا ہے کہ اُس کو مناسب جگہ پر استعمال کیا جائے، بعض اوقات فصیح لفظ غلط موقع اور محل کی وجہ سے غیر فصیح ہو جاتا ہے اور غیر فصیح لفظ صحیح اور مناسب جگہ پر استعمال کرنے سے فصیح بن جاتا ہے، اقبال کا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

وہ دانائے سُبل، ختم الرسل، مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

چٹانوں سے زیادہ بھاری الفاظ کو علامہ اقبال نے موقع اور محل کے مطابق استعمال کر کے جواہرات میں بدل دیا ہے، ان کے کھردرے بھاری پن کو نفاست میں تبدیل کر دیا، جو خیال وہ پیش کرنا چاہتے تھے، اس کے لئے ان الفاظ سے بڑھ کر کوئی لفظ موجود ہی نہیں تھا یا ایسا محسوس ہوتا ہے، علامہ اقبال کا کمال یہ ہے کہ وہ لفظوں کی نفسیات، ان کے احساسات سے آشنا ہیں، جب وہ شعر کہتے ہیں تو الفاظ قطار اندر قطار ہاتھ باندھے ان کے سامنے حاضر ہو جاتے ہیں، جس لفظ کی ضرورت ہو وہ اس لفظ کو اٹھا لیتے ہیں، وہ الفاظ کو اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ ان کے مفہوم میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے، دلکشی میں اضافہ ہو جاتا ہے، علامہ اقبال کے بعد میر انیس ایسا

شاعر ہے جو لفظوں کا مزاج شناس ہے، قطع نظر اس کے نظریات کے، اس کے اشعار میں الفاظ موتیوں کی طرح چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ مثال

بُلبل چہک رہا تھا ریاضِ رسول میں

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے اذان دینے کے منظر کو کتنا خوبصورت بنا دیا ہے۔ ایک اور جگہ وہ کہتا ہے۔

مشکیزہ تھا کہ شیر کے منہ میں شکار تھا

حضرت عباس رحمۃ اللہ علیہ کے دانتوں میں دبا کر پانی کی مشک کو اٹھانے کے کریہ منظر کو کتنا پُر رعب اور خوبصورت بنا دیا ہے، لفظوں کے خوبصورت استعمال اور انداز بیان کی خوبی کی وجہ سے معمولی سی بات کو غیر معمولی بنا دیا، میر درد نے بھی الفاظ کے انتخاب اور بہتر استعمال کی وجہ سے اپنے شعر کو لافانی بنا دیا۔

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

توحید کا خیال کوئی نیا نہیں، یہ صدیوں پرانا ہے، خطیب اپنی تقریروں میں اور ادیب اپنی تحریروں میں صدیوں سے بیان کرتے چلے آرہے ہیں مگر مولانا محمد علی جوہر نے اپنے ایک شعر میں اس خیال کو تازگی اور نیا حسن عطا کر دیا ہے، ملاحظہ فرمائیں،

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

بہت سے الفاظ استعمال ہوتے ہوتے اپنی افادیت کھو بیٹھے ہیں، ان کے مفہوم میں تازگی اور ان کے معانی میں وسعت پیدا کرنے کے لئے شاعر کے لئے ضروری ہے کہ وہ لفظوں کا مزاج شناس ہو، شاعری تجدید عمل ہے، اس کے اپنے تقاضے ہیں، جو شاعر ان تقاضوں سے نا آشنا ہیں وہ اچھی شاعری ایجاد نہیں کر سکتے، شاعری کی وادی میں داخل ہوتے ہی شاعر پر بہت سی پابندیاں لاگو ہو جاتی ہیں، اُن پابندیوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے، بچ بچ کر اور سنبھل سنبھل کر چلنا پڑتا ہے، خاص کر جو شعراء حمد و نعت اور مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم کی اصناف میں طبع آزمائی کرتے ہیں ان پر بہت سی پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں، عقیدہ اور عقیدت، ادب اور محبت کی بے شمار پابندیوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے، ذرا سی لغزش شاعر کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت کم

شاعر حمد کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں، یہ میدان تقریباً خالی پڑا ہے، اس صنف میں لکھنے کی بہت گنجائش موجود ہے، ابھی تک میں نے کوئی قابلِ ذکر حمدیہ مجموعہ نہیں دیکھا، شعراء کی طرف سے یہ مجرمانہ غفلت ہے جس کا ہر شاعر کو حساب دینا ہوگا۔

نعت گوئی کا مسئلہ بہت نازک ہے، بقول شاعر

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا

مگر حیرت کی بات ہے کہ ہر نتھو خیرا نے نعت لکھنے کو آسان سمجھ رکھا ہے، ایک مسلک کے لوگ تو یہاں تک جا پہنچے ہیں کہ ہندوستانی فلموں کے گانوں کی طرز پر انہیں کی زمین میں نعتیں لکھنا اور چھلانگیں لگا لگا کر نعتیں پڑھنا شروع کر دیا ہے۔

سعدی رحمۃ اللہ علیہ اور جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیں ان کو پسند نہیں، علامہ اقبال اور ظفر علی خان کے الفاظ اور اشعار ان کو اچھے نہیں لگتے، حضرت مولانا نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ اور امین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی نظر میں معتوب ٹھہرے، انجم نیازی اور اثر جونپوری کی لکھی ہوئی نعتیں ان پر کیا اثر کریں گی؟ جب مریض لاعلاج ہو تو حکیم کیا کر سکتا ہے، اللہ ان کو ہدایت عطا کرے اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو آشنا کر دے۔

رہی مناقب صحابہؓ کی بات! تو مجھے انتہائی دُکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ چند شعراء کے علاوہ تمام شعراء، غفلتِ مجرمانہ کے مرتکب ہوئے ہیں، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحاب رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن کو بھول جانا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رکھنا کہاں کا اسلام ہے؟ کہاں کا انصاف ہے؟ کہاں کی محبت ہے؟ کہاں کی عقیدت؟۔

میں نے اردو اور پنجابی شعراء کے آگے ہاتھ جوڑے ہیں، پاؤں پکڑے ہیں، مگر چند خوش نصیب شعراء کے علاوہ کسی نے میری بات پر دھیان نہیں دیا، قیامت کے دن مَیں ان کا گریبان پکڑوں گا، جو شعراء صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم کی مناقب لکھنے سے گریز کرتے ہیں ان کو نعت کہنے کا حق حاصل نہیں، جس دور میں صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم پر، امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور اہل بیت رضی اللہ عنہم پر طنز و تنقید کے تیر برسائے جا رہے ہوں، ان کی عظمتوں کے قلعے کی دیواروں میں شگاف ڈالے جا رہے ہوں، اُس دور میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان بیان کرنے سے گریز کرنا ناقابلِ معافی جُرم ہے۔

کیا نعت گوئی کا یہی تقاضا ہے کہ مودودی اور محمود احمد عباسی کو کھلا چھوڑ دیا جائے؟ ان کا راستہ نہ روکا جائے؟ ان کے مغالطات کا جواب نہ دیا جائے؟

مجھے اثرؔ جونپوری صاحب کا مجموعہ دیکھ کر بہت خوشی محسوس ہوئی ہے کہ کہیں سے تو ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا ہے، کہیں سے تو مناقب کی خوشبو مجھ تک پہنچی ہے، جناب اثرؔ جونپوری نے جو حمد یں لکھی ہیں اس کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

تجلیاتِ الٰہی پہ آنکھ جم جائے
مَیں دیکھتا رہوں کعبہ کو وقت تھم جائے

اچھا شعر خود بولتا ہے، کوئی تعریف نہیں کرسکتا، کوئی اس کی توضیح کا متحمل نہیں ہو پاتا، کتنا خوبصورت شعر کتنی سادگی اور کتنی بے ساختگی سے کہہ گئے ہیں، بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے، کاش یہ شعر میرے مجموعہ کلام میں شامل ہوتا، میں اس شعر کی ایجاد پر اثرؔ جونپوری صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

ان کا مجموعۂ کلام اسی طرح کے ان گنت نادر اور لائق تحسین اشعار سے بھرا ہوا ہے، اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ طوالت کے خوف کی وجہ سے ان ہی حروف پر اکتفا کرتا ہوں۔

CamScanner

رائے گرامی

جناب پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب (چنیوٹ)

آثر جونپوری کی شاعری مناجات، حمد، نعت اور منقبت نظر سے گزری، انتہائی محظوظ ہوا، طبیعت میں تازگی ہی نہیں ایمان میں بھی تازگی محسوس کی، کیف و مستی کی دلربا کیفیت روح کی طراوت کا باعث بنی، ایسا کلام کہنے کی استطاعت و توفیق اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ہی کسی کے حصے میں آتی ہے، اس پر انہیں مبارک ہی پیش نہیں کرتا بلکہ ان سے استدعا بھی ہے کہ وہ اس ادبی کاوش پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر ادا کریں اور دُعا کریں کہ انہیں مزید ایسا کلام کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اثر جونپوری کی شاعری کی ایک خاص اور اہم خوبی جس میں انفرادیت بھی پائی جاتی ہے اور جس نے انہیں شاعری کے میدان میں ایک خاص مقام پر لا کھڑا کیا ہے وہ پیرویِ رسول کی ترغیب و تلقین ہے۔ جس کی طرف نعتیہ شعر گو بہت ہی کم توجہ دیتے ہیں۔ ایسی نعتیہ شاعری جو پیرویِ رسول ﷺ کی تلقین و ترغیب سے خالی ہو محض ''لپ سروس'' ہو کے رہ جاتی ہے۔ ایمان اگر دعویٰ ہے تو محبت اس کی دلیل ہے۔ حضور اکرم ﷺ پر ایمان ہم سب مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ لیکن عقیدہ اُس وقت تک محض دعویٰ ہے جب تک محبت کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جاتا اور محبت بھی دعویٰ ہی ہے جب تک حضور اکرم ﷺ کی اطاعت اور پیروی کو کردار و اعمال میں شامل نہیں کیا جاتا۔ یہی پیروی جب اپنے کمال کو پہنچتی ہے تو اتباع کہلاتی ہے اور اتباعِ رسول ہی ذریعۂ نجات ہے، سارے دین کا بنیادی تقاضا بھی یہی ہے کہ خدا راضی ہو جائے جو بغیر پیرویِ رسول کے سرے سے ممکن ہی نہیں

اب دیکھئے! اثر جونپوری اپنے کلام میں جگہ جگہ پیرویِ رسول کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ کی مناجات سے بھی یہی رنگ جھلکتا ہے

اک سانس کو بھی ہو نہ معطل تیری ثناء

کرتا رہوں خدایا مسلسل تیری ثناء

اگلے دوشعروں میں کتنے اہم مضمون کو کس خوبصورت اور منفرد انداز میں پیش کرتے ہیں۔ یہ شاعری کا وہ وصف ہے جس سے شاعر کا مقام و مرتبہ واضح ہوتا ہے

اظہر تیرا جلال ہے جل جلالہ
احسن تیرا جمال ، ہے اجمل تیری ثناء
جس طرح تو ہے اعلیٰ و ارفع و لاشریک
لاریب سب ثناؤں سے افضل تیری ثناء

ناقدین کہتے ہیں کہ شاعری میں صرف دو باتیں ہی ایسی ہوتی ہیں جن سے شاعری کا معیار ترتیب پاتا ہے، ایک یہ کہ شعر میں کیا کہا جا رہا ہے اور دوسرا کس طرح، کس انداز میں کہا جا رہا ہے۔ ناقدین ''کس طرح کہا گیا'' یعنی اندازِ بیان کو'' کیا کہا گیا ہے'' پر ترجیح دیتے ہیں، اشعار کے مضمون و مفہوم تو عموماً مستعار ہی ہوتے ہیں، بہت ہی کم نئی بات شاعروں کے کلام سے ملتی ہے۔

اندازِ بیاں کے حوالے سے مذکورہ بالا دوشعروں میں اظہر، جلال کے لئے اور جمال کے لئے احسن و اجمل کہہ کے موضوعِ سخن کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا گیا ہے، یہ ایسا طرزِ بیان ہے کہ جس پر بے اختیار داد دینا پڑتی ہے اور پھر اعلیٰ و ارفع و لاشریک میں ایک خاص نوعیت کا صوتی تاثر پڑھنے والے کو ایک عجیب کیفیت میں مبتلا کرتا نظر آتا ہے، یہی وہ وصف ہے جس سے شاعر کو ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

پھر اس شعر میں اپنے عقیدے کو کس دھڑلے سے پیش کیا گیا ہے۔

اسی پہ میرا تکیہ ہے اسی پہ آسرا میرا
وہی حاجت روا میرا وہی مشکل کشا میرا

اگلے شعر میں ایک اور خوبی ہے جو علماء بیان کرتے ہیں کہ ''ایمان خوف و امید کی درمیانی کیفیت کا نام ہے''

اللہ تعالیٰ سے بخشش کی اُمید بھی رکھنی چاہئے اور خوفِ خدا کا ہونا بھی ضروری اور لازمی ہے، اب دیکھئے کہ امید کا اظہار کس خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے

نہیں محروم فرمائے گا اب مجھ کو خدا میرا

بنے گا دستکِ بابِ اثر حرفِ دعا میرا

پھر حمد کے یہ شعر کتنے خوبصورت اور دلکش انداز میں پیش کیے گئے ہیں

جو جسم و جاں کے ساتھ ہے، شہ رگ کے پاس ہے
سوچوں تو اس کی ذات بعید از قیاس ہے

شہ رگ کے پاس ہونے کے باوجود بعید از قیاس کی بھاری بھر کم بندش کو کس مہارت سے باندھا گیا ہے اور پھر تقابل بھی کیا اچھا ہے، دوسرے مصرع میں ''جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا'' والی بات ہے۔

اب دیکھیے ان کی نعتوں میں بھی وہی منفرد وصف ہر جگہ نعت کا ایک مرکزی اور اہم ترین حصہ ہے کہ تلقین ہے حضورِ اکرم ﷺ کی پیروی اور اطاعت کی۔

یہی کیف و مستی یہی جام و مینا
مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
منور ، معطر وہ زلفوں کی بدلی
معطر معطر نبی کا پسینہ

ان شعروں میں ایک دلربا ترنم بھی ہے، ردم بھی ہے اور تاثر ایسا جس میں وارفتگی کا پورا جہان موجود ہے، جو روح کی تازگی و آسودگی اور ایمان کی تازگی کا باعث بن کر کیف و مستی کا تاثر قائم کرتا ہے۔ ایسی ہی شاعری کو ''تعلق خاطر'' کی شاعری کہتے ہیں کہ ایسے شعر کہنے والا حضور اکرم ﷺ سے صرف محبت ہی نہیں کرتا بلکہ ان کی اطاعت کی راہ پر بھی گامزن ہے اور اس سے اگلے شعر میں وہی وصف ہے جو اثر کی نعتیہ شاعری کا طرّہ امتیاز اور وصفِ اعظم ہے یعنی تلقین و ترغیب اور اطاعتِ رسول ﷺ،

جو ہے شوقِ جنت تو سنت پہ چلیے
اثر راہِ سنت ہے جنت کا زینہ

اسی موضوع پہ ایک اور خوبصورت اور دلربا شعر ملاحظہ فرمائیں

چاہے جو دُور رہ کے بھی قُربت رسول کی
اپنائے ہر مقام پہ سنت رسول کی

اگلے ہی شعر میں ایک دوسرے مضمون کو کس خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے۔

قسمت پہ ناز کرتے ہیں قرطاس اور قلم
جب لکھنے بیٹھتا ہوں مَیں مدحت رسول کی

اور مندرجہ ذیل شعروں میں حضور اکرم ﷺ کے ظہور سے پیدا ہونے والے اُجالوں سے ظلمت و جہالت کے اندھیرے کیسے دُور ہو گئے، تمیز بندہ وآقا باقی نہ رہی، اک نئے انداز سے زندگی آگے بڑھنا شروع ہوئی غرضیکہ ''کیا تھا، کیا ہو گیا'' یہ سب کچھ ان دو شعروں میں سمٹ آیا ہے

دربارِ شاہِ دیں میں سبھی ایک ہو گئے
نسلی تعصّبات کی زنجیر کٹ گئی

غارِ حرا سے نکلا ہدایت کا آفتاب
گمراہیوں کی تیرگی دنیا سے چھٹ گئی

اس پر مجھے اپنی نعت کا ایک شعر یاد آ گیا ہے جو مندرجہ بالا شعروں کی تشریح کرتا ہے۔

آپ ﷺ آئے تو اُجالے ہو گئے
آپ ﷺ سے پہلے کہاں تھی زندگی؟

اگلے شعر میں وہی وصف، وہی تلقین، وہی ترغیب جس کی توصیف کرنے کو بے ساختہ جی چاہتا ہے اور یہ محض شاعری نہیں بلکہ عبادت بھی ہے اور عبادت کا مفہوم اتنا وسیع ہے کہ الفاظ کے احاطے میں اُس وسعت کو لانا میرے جیسے کم علم کے لئے اگر نا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ،شعر ملاحظہ فرمائیں

دل میں نہ آتشِ الفت نہاں کرو
عشقِ رسولِ پاک عمل سے عیاں کرو

القصّہ نعت گوئی ایسی صنفِ سخن نہیں جو محض جذبوں کے اظہار کا ذریعہ بن کے رہ جائے ۔نعت مدح سرائی ہے جو اُس وقت قلم سے زینتِ قرطاس بنتی ہے جب مدح کرنے والے کے قلب و نگاہ ممدوح کے اوصافِ حمیدہ کے اسیر ہو جاتے ہیں۔ پھر مدح کرنے والے کے اپنے پاکیزہ جذبات میں ایسی ہلچل مچ جاتی ہے کہ مدح کرنے والے کا وجدان بھی نغمہ سرا ہو جاتا ہے۔ نعت کو صرف بحر اور وزن کی دروبست کہنا درست بات نہیں ہے۔نعت وہاں سے نمودار ہوتی ہے جہاں طہارت، پارسائی اور پاکیزگی کا پڑاؤ ہوتا ہے۔نعت اُس وقت تک اپنے جوہر نہیں دکھاتی جب تک نعت کہنے والے کا اپنا دامن ہر طرح کی آلودگی سے پاک صاف نہیں ہو جاتا۔نعت گوئی

CamScanner

صرف حرفوں کا کھیل نہیں ہے۔ بلکہ نعت گوئی کا براہِ راست تعلق صاف ستھرے اور پاکیزہ انسان کے میلانِ طبع سے ہوتا ہے۔ میلان جذبے میں منتقل ہوتا ہے اور یہ جذبہ جب صداقت کا پیرہن پہن کر لفظوں کو اپنے وجدان کی تپش اور گرمی میں بدل لیتا ہے تو ہر حرف خود بولتا ہے کہ میں حرفِ نعت ہوں، اچھا نعت گو وہ ہوتا ہے جو اطاعتِ رسول ﷺ میں بھی ایک منفرد مقام پر ہو۔ اطاعتِ رسول ہی جب نعت گوئی کے لئے جذبۂ محرکہ ہو تو نعت ہوتی ہے اور جب نعت میں سوز و گداز بھی ہو، رفعت خیال بھی ہو، پاکیزگی احوال بھی ہو، درودوں کی مہک بھی ہو تو پھر نعت کا حرف حرف خود مُشک بار ہو کر پڑھنے اور سننے والے کے قلب و جگر میں ایک ایسی مہکار پیدا کرتا ہے کہ وہ مہکار گردونواح کو بھی اپنی گرفت میں لے لیتی ہے اور ایسے شاعر کی اپنی زندگی بھی ایسی خوشبو سے معطر ہو جاتی ہے جس کی مہک اور خوشبو اُس کی زندگی سے اُس کی موت اور پھر موت سے میدانِ محشر تک اس کے ساتھ ہی رہتی ہے اور شافعِ محشر ﷺ کو میدانِ محشر میں اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے اُسے شفاعتِ عُروج کے شرف سے سرفراز کر دیتی ہے۔

یہ ہے نعت کے آغاز سے اس کے اختتام تک کے سفر کی روئیداد، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نعتِ رسول ﷺ اور اطاعتِ رسول ﷺ کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اسی "ساتھ" کو آپ آثر جونپوری کے کلام کا ارتقاءِ کمال کہہ سکتے ہیں۔ چند مزید شعر اسی وصف کے حاصل ہوئے اور یہی وصف ان کی شاعری کا کمال ہے۔

پہلے عمل میں ان کی آثر پیروی کرو
پھر اس کے بعد دعوائے عشقِ نبی کرو
بہت ہی سہل ہے مدحت سرائی
کٹھن تو پیروی کا مسئلہ ہے
فکر و فن اُلفتِ سرکار میں ہو جائے فنا
تب کہیں جا کے کوئی نعت رقم ہوتی ہے
اے آثر شمس و قمر کی رفعتیں اپنی جگہ
مگر مجھے تو نقش پائے شاہِ دیں مطلوب ہے

آجکل نعتیہ شاعری کو ذریعہ روزگار بنا لیا گیا ہے، کردار و اعمالِ مصطفیٰ کہیں اعمال و کردار میں نظر نہیں آتے، ایسے ماحول میں آثر جونپوری کی نعتیہ شاعری کی اشد ضرورت ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے اوصاف آپ کے خصائل شمائل آپ کی سیرت کا ایک ایک باب، آپ کی صورت، آپ کا اٹھنا بیٹھنا، آپ کا کھانا پینا، آپ کا چلنا پھرنا، آپ کے رویے اور اگر آپ کے نقشِ قدم پر چلنا ہی نہیں تو پھر یہ سب کچھ کیا ہے؟ اس پر سوچنے کی اشد ضرورت ہے۔ اسی سوچ کا ترجمان اثرؔ کا کل کلام ہے، اللہ تعالیٰ انہیں مزید ایسا کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی اس کاوش کو منظور و مقبول بھی فرمائے۔

''ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد''

منظوم خراج عقیدت

از: پروفیسر خالد شبیر احمد (چنیوٹ)

کم مائیگی پہ اپنی میں شرمندہ سا جو ہوں
پھر کیا آثر کی نعتِ مزین پہ کچھ کہوں
ہے والہانہ پیار اُسے یوں حضور ﷺ سے
ہر حرف اُس کا عشق تو ہر لفظ ہے جنوں
ایمان تازہ ہوتا ہے اُس کے کلام سے
اُس کے تخیّلات کا ہے اوج پہ فسوں
ہر ایک نعت تیری عقیدت کی کہکشاں
ہے آسمانِ شوق تیرے در پہ سرنگوں
ہر شعر جب کہ ڈوبا ہوا ہو وِلا میں تو
پڑھنے سے نعت کیوں نہ ملے رُوح کو سکوں
نعتیں پڑھیں جو اُس کی تو عقدہ یہ وا ہوا
جوشِ وِلا کے سامنے کیا فکرِ افلاطوں؟
ہے آرزو کہ تجھ کو سنوں جذب و شوق سے
تیرے ہر ایک شعر پہ میں مرحبا کہوں
خاؔلد کہی ہیں نعتیں تو میں نے بھی بے شمار
لیکن آؔثر کی نعت کا ہے مرتبہ فزوں

رائے گرامی

حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب مدظلہٗ

کسی محبوب کی تعریف کی قدر و قیمت اسی قدر ہوتی ہے جتنا کہ وہ محبوب۔ اگر محبوب بادشاہ ہو تو اس کی قصیدہ گوئی دامن کو موتیوں سے بھر دیتی ہے اور اگر کوئی مجنوں لیلیٰ کی گلیوں کو یاد کرتے کرتے عمرِ عزیز گزار دے تو اسے صلہ بھی اکثر خاک پھانکنے کی صورت میں ملا کرتا ہے۔ کائنات میں ہم کسی کی تعریف وتوصیف کے بلند سے بلند مقام کا تصور کر سکتے ہیں تو ذہن کی رسائی دو لفظوں پر جا کر رک جاتی ہے۔ حمد و نعت، حمد تعریف ہے اس ذاتِ لازوال کی جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، کون ہے جو اس کی تعریف کا حق ادا کر سکے۔ خود اسی کا ارشاد ہے کہ اگر سمندر روشنائی ہو جائیں اور درخت قلم بن جائیں تو اللہ کی تعریف وتوصیف لکھتے لکھتے یہ روشنائی بھی ختم ہو جائے گی اور یہ قلم بھی، مگر اللہ کی حمد و ثناء کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔ پھر بھی اللہ کے بندوں پر اس کی نعمتوں کے شکریہ میں یہ لازم ہے کہ اس کی عظمت بیان کرتے رہیں اور اس کا شکر ادا کرتے رہیں، زبان و قلم کو اس کی ثنا گوئی میں مصروف رکھیں۔ جن نیک روحوں کو اللہ نے شعر گوئی کے ملکے کے ساتھ ایمان و یقین میں رسوخ نصیب کیا ہے وہ اپنے جذبات کا اظہار جب نظم کی صورت میں کرتے ہیں، تو الفاظ کے پھول ''حمد'' کا گلدستہ بن جاتے ہیں۔

نعت عقیدت کا وہ منظوم اظہار ہے جو ایک امتی اپنے رسول فداہ ابی وامی سے کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک امتی پر اتنے احسانات ہیں کہ ساری عمر ان کے در کی خاکروبی کر کے بھی کسی ایک احسان کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ ہر سچا امتی چاہتا ہے کہ اور کچھ نہ سہی تو کم از کم اپنی محبت کا اظہار زبان سے تو کر سکے۔ شعراء حضرات اس لحاظ سے خوش قسمت ہوتے ہیں کہ وہ اپنی دلی کیفیات کو نظم کی لڑیوں میں پرو دیتے ہیں۔ جذبات دوسروں کے بھی ہوتے ہیں مگر وہ

انہیں الفاظ کی شکل نہیں دے پاتے۔ تاہم شعراء کے کلام سے محظوظ ضرور ہوتے ہیں۔ امت مسلمہ میں شروع سے اب تک ایسے لاکھوں شعراء رہے ہیں، جنہوں نے اپنی سخن دانی کو اللہ کی حمد وستائش اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وتوصیف کے لئے خوب ہی خوب استعمال کیا۔ ان میں عربی بھی تھے اور عجمی بھی، اہل فارس وخراسان بھی تھے اور اہل برصغیر بھی۔ اگر حمد ونعت کے گلشن میں ہمیں حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ جیسے عرب اہل علم وسخن گلہائے عقیدت بکھیرتے نظر آتے ہیں، تو ملا جامی رحمہ اللہ شیخ سعدی رحمہ اللہ، مولانا رومی رحمہ اللہ، حکیم سنائی اور امیر خسرو کا کلام بھی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری کر دیتا ہے۔ پھر انہیں شعراء کی ایک صف میں وہ حضرات دکھائی دیتے ہیں جنہوں نے اردو زبان میں حمد ونعت کے بہترین نمونے پیش کئے۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی، حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب، ڈاکٹر اقبال، ظفر علی خان، محمد علی جوہر، شورش کاشمیری اور امین گیلانی رحمہم اللہ کے نام اس سلسلے میں ناقابل فراموش ہیں۔

قریبی دور میں بھی تابش دہلوی، جمیل عظیم آبادی، احسان دانش اور مظفر وارثی جیسے شعراء اس صنف میں قابل قدر خدمات انجام دے چکے ہیں۔ دور حاضر میں حمد ونعت گوئی کے میدان میں حضرت شاہ حکیم اختر رحمہ اللہ حضرت حاجی نثار فتحی مدظلہٗ، خالد اقبال تائب، باجی ریحانہ تبسم فاضلی اور جناب قمر وارثی کے علاوہ لگ بھگ بیس سال سے اس میدان میں ایک اور شخصیت بڑی تیزی سے ابھری ہے اور اپنے سوزِ دروں، طلاقتِ لسانی، حسن تعبیر اور کلام کی موزونیت کے اعتبار سے اس منظرنامے پر چھاتی چلی گئی ہے۔ یہ نام ہے حضرت اثر جون پوری کا۔ جن کی حمدیں اور نعتیں آج کل مساجد اور مدارس کے علاوہ گلی کوچوں میں منعقد ہونے والے دینی پروگراموں میں بڑے ذوق وشوق سے پڑھی اور سنائی جاتی ہیں۔ ان کی زیادہ تر شاعری ہفت روزہ ضرب مؤمن، روزنامہ اسلام، بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام میں شائع ہوتی رہی ہے، جہاں سے ملک بھر سے درجنوں رسائل وجرائد اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے رہے ہیں۔ اس وقت میرے اندازے کے مطابق وہ دینی حلقے میں سب سے زیادہ پڑھے اور سنے جانے والے شاعر ہیں۔ اس مقبولیت کی اصل وجہ وہ سچا عشق ہے جو حضرت شاہ حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ جیسے بزرگوں کی صحبت وخدمت کے طفیل انہیں نصیب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت نصیب فرمائے۔

اس وقت جناب اثر جون پوری کا مجموعہ کلام ''گلستانِ عقیدت'' میرے سامنے ہے جسے دیکھ کر میں حیران ہو رہا ہوں کہ اللہ اور رسول کی اس قدر سچی اور محبت میں ڈوبی ہوئی تعریف کی

بھلا میں کیا تعریف کروں۔ان میں بیشتر کلام میں الگ الگ پڑھ چکا ہوں، مگر اسے ایک ساتھ مرتب دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے جیسے بکھرے موتیوں کا ایک خزانہ یکجا مل گیا ہے۔ایک ایک شعر کوثر و تسنیم سے دھلا معلوم ہوتا ہے۔ایک ایک لفظ دل کو تڑپاتا اور روح کو جھنجھوڑتا ہے۔ مناجات میں فرماتے ہیں

اپنی عطاء کی بارشیں فرما دے اے کریم
حاضر ہوں تیرے در پہ ہجومِ خطا کے ساتھ
غفار! شہنشاہیت کا تجھ کو واسطہ
کر عفو کا معاملہ اپنے گدا کے ساتھ

سبحان اللہ! کیا عجز و نیاز ہے۔احساس جرم بھی ہے اور عفو و مغفرت کی امید بھی۔یہی ایمان کی پہچان ہے۔اب ذرا ایک نعتیہ شعر ملاحظہ ہو۔

جب آسمان مدح سرائے رسول ہے
پھر کہکشاں تو آپ کے پیروں کی دھول ہے

میں سمجھتا ہوں شاعر کا تخیل اتنا بلند ہے کہ جو کسی عاشق کو ہی نصیب ہو سکتا ہے۔ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

زبان پر اور کچھ آئے تو کیسے
کہ دل پر نقش ہی صلے علیٰ ہے
کتابِ علم وحکمت جس کو کہیے
وہ اک امی لقب کا معجزہ ہے

اس مجموعہ میں اس پائے کے سینکڑوں اشعار ہیں۔ ہر ہر شعر بار بار پڑھنے کے قابل ہے۔حمد و نعت کے علاوہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں منقبتیں بھی ہیں اور وہ بھی ایک سے ایک اعلیٰ۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

ہے ماورائے فکر جہانِ معاویہ رضی اللہ عنہ
پھر کس طرح بیان ہو شانِ معاویہ رضی اللہ عنہ
علم و عمل، خلوص و وفا، عشق و معرفت
سودائے دل سے پُر ہے دکانِ معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر نثری کام تو خاصا ہوا ہے مگر سکہ بند شعراء کا ان کی تعریف

وتوصیف میں کلام خال خال ہی دیکھا ہے۔ یہ نظم حضرت اثر جون پوری کے عشق صحابہ کے علاوہ ان کی وسعتِ فکری کی بھی دلیل ہے۔اس مجموعہ کلام میں اصلاحی شاعری بھی ہے۔جوشاعر موصوف کا خاص میدان ہے۔

سچ یہ ہے کہ یہ مجموعہ کلام ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے حرزِ جاں بنانے کے قابل ہے۔اللہ تعالیٰ موصوف کوسلامت رکھےاوران سے مزیداپنے دین کی خدمت کا کام لیتارہے۔

رائے گرامی

جناب خالد اقبال تائبؔ صاحب مدظلہ

خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شاعری ایک فن ہے اور اسے برتنے کا سلیقہ برسوں میں آتا ہے۔ اس عروسِ ادب کے گیسو ریاضت سے سنوارے جاتے ہیں۔ مشاہدہ ہے کہ شعراء میں سے بعض کی اٹھان تو قابلِ رشک ہوتی ہے مگر کچھ ہی عرصے میں وہ خود اپنے خیالات کے تکرار کے سبب قابلِ ذکر شاعر نہیں رہتے۔ اس کی بڑی وجہ مطالعے کی کمی ہے۔ آثرؔ کی شاعری وقت کے ساتھ ساتھ مزید نکھرتی اور سنورتی جارہی ہے۔ وہ گردوپیش سے باخبر ہے۔ پڑھنا لکھنا اس کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ لفظ و معانی کی تحقیق کے بغیر ادبی سفر جاری رکھنے کو وہ بجا طور پر جُرم خیال کرتا ہے۔ اس کی سچی اور توانا شاعری سے صرفِ نظر کرنا اہلِ نظر کے لئے ممکن نہیں۔

زیرِ نظر مجموعۂ کلام حمد، نعت و منقبت کے اشعار پر مشتمل ہے جنہیں پڑھ کر ہی آپ میرے مندرجہ بالا خیالات سے متفق ہوسکیں گے۔

مناجات

بدرگاہ مجیب الدعوات

مناجات

فریاد کر رہا ہوں امیدِ عطا کے ساتھ
آغاز کر رہا ہوں سفر کا دعا کے ساتھ

کیا پوچھنا ہے بارِ معاصی کا جب یہاں
اعمالِ صالحہ بھی ملوث ریا کے ساتھ

غفار! شہنشاہیت کا تجھ کو واسطہ
کر عفو کا معاملہ اپنے گدا کے ساتھ

اپنی عطا کی بارشیں فرما دے اے کریم
حاضر ہوں تیرے در پہ ہجومِ خطا کے ساتھ

نادم ہوں میں، تُو میری خطا کی طرف نہ دیکھ
کر سرفراز مجھ کو مرے رب! عطا کے ساتھ

مانا گناہگار ہوں، مانا فقیر ہوں
وابستہ ہوں مگر میں شہِ دوسرا ﷺ کے ساتھ

وہ بھولتا نہیں ہے جفاؤں کے باوجود
پالا پڑا ہے میرا بڑے باوفا کے ساتھ

آیا ہوں بن کے ملبۂ امراضِ جسم و روح
لوٹانا اپنے در سے مرے رب! شفا کے ساتھ

میری سفید ریش پہ فرما دے فضل اب
صادر حیا کا فعل ہو اس بے حیا کے ساتھ

اب اپنی دوستی سے مجھے بھی نواز دے
نسبت ہے کیونکہ مجھ کو ترے اولیاء کے ساتھ

محبوب تو بنا لے اسی بات پر مجھے
رکھتا ہوں میں بھی عشق، حبیبِ خدا کے ساتھ

مناجات

فضل روزِ حساب فرما دے
حشر میں کامیاب فرما دے

التجا ہے کریم مالک سے
مغفرت بے حساب فرما دے

مردہ خوری سے دے نجات خدا
کرگسوں کو عقاب فرما دے

حرفِ ادعونی استجب کے طفیل
تو ہمیں مستجاب فرما دے

خاک کو کر دے طائرِ افلاک
ذرے کو آفتاب فرما دے

جو عطا کر دیں خواب کی تعبیر
ایسوں کا انتخاب فرما دے

حلم و عفو و کرم کے صدقے میں
دور ہم سے عذاب فرما دے

خانہ جنگی کے جو ہیں خواہشمند
ان کا خانہ خراب فرما دے

مناجات

یہی ورد ہو مرا رات بھر تری شان جلَّ جلالہ
تری یاد سے ہو مری سحر تری شان جلَّ جلالہ
تری ذات کی ہمیں دیں خبر ترے گیت گاتے ہیں عمر بھر
یہ زمیں فلک یہ شجر حجر تری شان جلَّ جلالہ
ہے یقیں کہ ربِ جہاں ہے تو یہ بتا دے مجھ کو کہاں ہے تو
تجھے ڈھونڈتی ہے مری نظر تری شان جلَّ جلالہ
کبھی مسجدوں کبھی مدرسوں کبھی خانقاہوں میں، میں پھروں
ہوں تری تلاش میں دربدر تری شان جلَّ جلالہ
ترے نور ہی سے جہان میں یہ چراغِ شمس ہے ضوفگن
تری بھیک سے ہے حسیں قمر تری شان جلَّ جلالہ
جو زمانہ روٹھے تو غم نہیں یہ شرف مرے لئے کم نہیں
ترے عشق سے رہوں بہرہ ور تری شان جلَّ جلالہ
یہ دعا ہے خالقِ آفتاب ہو تری جناب میں باریاب
یہ اثرؔ کا نالۂ پُراثر تری شان جلَّ جلالہ

مناجات

ڈھونڈتے ہیں اس میں اک صانع کی مخفی ذات کو
دیکھتے ہیں اہلِ دل جب اس کی مصنوعات کو

دیکھتا ہے بالیقیں وہ دل کے احساسات کو
جانتا ہے جاذبِ کامل مرے جذبات کو

ایک ہم ہیں روندتے ہیں اس کے احکامات کو
ایک وہ ہے پوری کرتا ہے جو سب حاجات کو

ہو نہیں سکتا کبھی اس کی عطاؤں کا شمار
گن نہیں سکتے ہم اپنے رب کے انعامات کو

دن معیشت کی ضرورت کے لئے مختص کیا
اور لباس اس نے بنایا ہے اندھیری رات کو

اس کا سینہ طورِ سینا کی طرح روشن ہوا
جس نے سینے میں بسایا خالقِ لذات کو

تب میں روزِ حشر میں خوشیاں مناؤں گا اثرؔ
جب خدا مقبول کر لے دین کی خدمات کو

CamScanner

مناجات

کی ودیعت اپنی پاکی آپ نے
جب بنایا جسمِ خاکی آپ نے

خاک سے پیدا کئے خوش رنگ پھول
پھول کو خوشبو عطا کی آپ نے

بے وفا ہرجائی ہے سارا جہاں
لاج رکھی ہے وفا کی آپ نے

دیں طلب سے بھی زیادہ نعمتیں
رد نہیں کوئی دعا کی آپ نے

طاعتِ معیوب اور محدود پر
رحمتِ بے انتہا کی آپ نے

مائلِ فریاد سائل جب ہوا
سن لی فوراً بے نوا کی آپ نے

کب ادا ہوتا ہے حقِ حمدِ حق
حمد لکھ کر بھی خطا کی آپ نے

مناجات

دل ہے کہ بے قرار ترے گھر کے سامنے
آنکھیں ہیں اشکبار ترے گھر کے سامنے

گرتے ہیں جیسے شمع پہ پروانے بے دریغ
پھرتے ہیں جانثار ترے گھر کے سامنے

کھلتے ہیں صحنِ قلب میں ہر سو خوشی کے پھول
ہے خیمہ زن بہار ترے گھر کے سامنے

عشاق سب ہیں جیب و گریباں سے بے نیاز
دامن ہے تار تار ترے گھر کے سامنے

آغوشِ مادری میں ہو جس طرح کوئی طفل
پاتا ہوں ایسا پیار ترے گھر کے سامنے

یاں آ کے شرمسار ہے نرگس کی آنکھ بھی
کچھ یوں نظر ہے چار ترے گھر کے سامنے

عشق و جنوں کی خوب پذیرائی ہے یہاں
عقل و خرد ہیں خوار ترے گھر کے سامنے

محبوبِ کائنات تو یکتا ہے واقعی
عشاق بے شمار ترے گھر کے سامنے

فرطِ خوشی سے کب یہ دھڑکنا ہی بھول جائے
کیا دل کا اعتبار ترے گھر کے سامنے

CamScanner

مناجات

ہر قدم دم بدم التجا یا خدا یا خدا یا خدا یا خدا
ہے یہی سنتِ حضرتِ مصطفیٰ ﷺ یا خدا یا خدا یا خدا یا خدا
میں کہوں تم کہو جو نبی ﷺ نے کہا یا خدا یا خدا یا خدا یا خدا

سائلِ بُت پھرا دربدر کوبہ کو نامرادی ہی اس کو ملی چار سو
جس نے مانگا خدا سے ہوا سرخرو پوری ہو کر رہی اس کی ہر آرزو
تم بھی اس کو پکارو تو دل سے ذرا یا خدا یا خدا یا خدا یا خدا

مانگنے والوں سے راضی ہوتا ہے تو داغ عصیاں کو توبہ سے دھوتا ہے تُو
سب کو دیتا ہے تو سب کا داتا ہے تو اونگھتا ہے کبھی اور نہ سوتا ہے تُو
تُو بیک وقت سنتا ہے سب کی صدا یا خدا یا خدا یا خدا یا خدا

کون ہر شے پہ قادر ہے تیرے سوا کون حاضر ہے ناظر ہے تیرے سوا
کون باطن ہے ظاہر ہے تیرے سوا کون بندوں کا ناصر ہے تیرے سوا
تو ہی مشکل کشا تو ہی حاجت روا یا خدا یا خدا یا خدا یا خدا

ہمدمِ باوفا اور کوئی نہیں محرم و آشنا اور کوئی نہیں
دردِ دل کی دوا اور کوئی نہیں سچ ہے تیرے سوا اور کوئی نہیں
جب ہی نعرہ ہے اپنا فقط یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا یاخدا

مناجات

مرا اک مسئلہ ہے قادرِ مطلق تو حل کر دے
مجھ ایسے بے عمل انسان کو اب باعمل کر دے

مری خلوت مری جلوت تری قربت سے جنت ہو
حفاظت نارِ فرقت سے خدائے عز و جل کر دے

رہیں دنیا میں لیکن دل نہ دیں دنیائے فانی کو
ہمیں تالابِ دنیا میں تو مانندِ کنول کر دے

بجائے حسنِ فانی تا ابد دیکھوں ترا جلوہ
عطا اب عشق ایسا تو مجھے حسنِ ازل کر دے

ستم ڈھاتے ہیں جو دشتِ جہاں میں فیل کی مانند
تو اپنے دستِ قدرت سے انہیں مثلِ نمل کر دے

چلانا تھام کر انگشت فرضِ رہبری لیکن
بڑے پھر کیا کریں جب طفلِ ناداں خود نہ چل کر دے

لرز اٹھیں بیک تکبیر دل خود اہلِ باطل کے
تو اہلِ حق کو وہ ہیبت عطا کر، پُر حلل کر دے

نشہ کیونکر جوانی کا پتہ کیا زندگانی کا
سو ترک اب نفس کی اصلاح میں لیت و لعل کر دے

مناجات

نہ دے مجھ کو کوئی سزا بخش دے
معاصی کو میرے خدا بخش دے
نہ دریافت کر مجھ سے کوئی سوال
بصد فضل روزِ جزا بخش دے

نمازوں کا دے دے خشوع و خضوع
عبادت کا اپنی مزہ بخش دے
تو اپنی محبت کے ہمراہ اب
مجھے الفتِ اولیا بخش دے

سراپا خطا ہوں سراپا خطا
خطا بخش دے اب خطا بخش دے
غفور الرحیم و حلیم و کریم
ترے در پہ آیا گدا بخش دے

میں کیا منہ دکھاؤں گا مرنے کے بعد
گناہوں کو قبل از قضا بخش دے
مری زندگی کی یہی آرزو
مرے شیخ کو تو شفا بخش دے

مناجات

اک سانس کو بھی ہو نہ معطل تری ثنا
کرتا رہوں خدایا مسلسل تری ثنا

محدود جب نہیں ہے تری ذاتِ باصفات
کس طرح ہو سکے گی مکمل تری ثنا

توصیف کل بھی تیری بنی باعثِ نجات
سب مسئلوں کا آج بھی ہے حل تری ثنا

اظہر ترا جلال ہے جلّ جلالہ
احسن ترا جمال ہے اجمل تری ثنا

تسبیح تیری کرتی ہے کُل کائنات جب
لکھوں میں کس طرح سے مفصّل تری ثنا

سوچوں تو تیری حمد کا کرنا محال ہو
کرنے پہ جب میں آؤں تو اسہل تری ثنا

آؤں گا تیرے پاس لئے جامِ حمد و نعت
جاؤں گا کرتا جانبِ مقتل تری ثنا

CamScanner

صنعت کی مدح اصل میں صانع کی حمد ہے
تعریفِ خلقِ کُل ہے مکمل تری ثنا

قران میں ہے سبّح لِلّٰہ جابجا
قرآنِ پاک خود ہے مدلل تری ثنا

جس طرح تو ہے اعلیٰ و ارفع و لاشریک
لاریب سب ثناؤں سے افضل تری ثنا

دیدہ وروں کو یاد دلاتی ہے دشت میں
خود آہوؤں کے آنکھ کا کاجل تری ثنا

ہر ذرۂ زمین ہی مادح نہیں ترا
کرتے ہیں آسمان کے بادل تری ثنا

اشکوں میں تیرے عشق کا دریا ہے موجزن
قلبِ رقیق کے لئے جل تھل تری ثنا

جو مجھ کو دیکھ لے وہ ترے گیت گنگنائے
یوں ہستیِ اثر ہو مکمل تری ثنا

بیت اللہ کے سامنے کہے گئے اشعار

تجلیاتِ الٰہی پہ آنکھ جم جائے
میں دیکھتا رہوں کعبہ کو وقت تھم جائے

غمِ حیات کا مخرج ہے خانۂ کعبہ
خوشی وہ آئے کہ دنیا کا سارا غم جائے

کریم ذات کا مہمان قابلِ اکرام
ذلیل و خوار بھی یاں ہو کے محترم جائے

سمائی فکر یہ عبدِ پلید کے سر میں
دیارِ پاک میں کیونکر مرا قدم جائے

جو اختیار ملے فیصلہ نہ کر پائے
ارم میں جائے کہ بندہ ترا حرم جائے

تو اس سے بڑھ کے اثرؔ اور کیا سعادت ہو
دیارِ یار میں اہلِ وفا کا دم جائے

مناجات

تو ہے داتا تو ہے آقا تو مرا پروردگار
تیرے قدموں پر جبیں رکھنا ہے میرا افتخار

تو بہارِ جان ہے یارب تو ہی جانِ بہار
تجھ سے گل ہے تجھ سے بلبل تجھ سے گلشن کا نکھار

تو ہی ملجا تو ہی ماویٰ تو ہی میرا کارساز
تو اگر ہو ساتھ تو حالات خود ہوں سازگار

میں نے مانا میں ہوں عاصی میں نہیں پرہیزگار
پر الٰہی تیری رحمت کا ہوں میں امیدوار

واقعی میرے گناہوں کا نہیں کوئی شمار
پر تری رحمت جو لامحدود ہے پروردگار!

میری کشتی گرچہ ہے گرداب میں اے کردگار
تیری اک موجِ کرم سے ہو اثؔر کا بیڑا پار

تیرے بن ہے بے قراری درگلستاں در بہار
تو قرارِ جان ہے یارب تو ہی جانِ قرار

تو ہمارا، تو ہے پیارا، دل پکارا کردگار
ناز تجھ پر تجھ پہ تکیہ تجھ پہ میرا انحصار

کل جہاں بے بس ہے مولیٰ، ایک تو بااختیار
بھیک ہے ادنیٰ سی تیری، تخت وتاج و اقتدار

یا الٰہی ہے شہنشاہی فقط زیبا تجھے
تیرا بندہ تیری عظمت تیری قدرت کے نثار

ایک ہی میری تمنا ایک ہی میری تڑپ
ہو ترے دربار میں حاضر یہ بندہ بار بار

مناجات

کوئی مجھ سے پوچھے میں کیا مانگتا ہوں
میں اپنے خدا سے خدا مانگتا ہوں

وہ ہو جائے میرا میں ہو جاؤں اس کا
یہی رات دن میں دعا مانگتا ہوں

عطا کر دے وہ مجھ کو اپنی محبت
نہیں کچھ میں اس کے سوا مانگتا ہوں

ہے ناراضگی جس کی دوزخ سے بڑھ کر
اسی ذات کی بس رضا مانگتا ہوں

طلب خلد کی درجۂ ثانوی ہے
میں اول رضائے خدا مانگتا ہوں

اثرؔ میرے اعمال تو کچھ نہیں ہیں
میں بخشش بروزِ جزا مانگتا ہوں

مناجات

خبیر مولیٰ علیم مولیٰ مری خطائیں معاف کر دے
حلیم مولیٰ کریم مولیٰ مری خطائیں معاف کر دے

مری خطائیں ہوں جس قدر بھی ترے کرم سے نہیں زیادہ
ہے ذات تیری عظیم مولیٰ مری خطائیں معاف کر دے

میں مستحقِ سقر ہوں لیکن ترے کرم سے سوال ہے یہ
دے مجھ کو باغِ نعیم مولیٰ مری خطائیں معاف کر دے

مرے گناہوں سے تجھ کو کوئی ضرر تو ہرگز نہیں پہنچتا
ہے تو غفور الرّحیم مولیٰ مری خطائیں معاف کر دے

مرے گناہوں کا حبس مجھ کو ہلاک کرنے کے اب ہے درپے
چلا کرم کی نسیم مولیٰ مری خطائیں معاف کر دے

تو اہلِ ایمان کی رجا ہے،تو ناامیدوں کا آسرا ہے
حرام تجھ سے ہے بیم مولیٰ مری خطائیں معاف کردے

بہت سے بیمار ہیں جہاں میں مگر وہ بیمار جسم کے ہیں
میں روح کا ہوں سقیم مولیٰ مری خطائیں معاف کر دے

تو رحم والا تو عفو والا تو شان والا تو سب سے اعلیٰ
میں ہوں کمینہ لئیم، مولیٰ مری خطائیں معاف کر دے

میں حسنِ فانی کی گندگی کو اب اپنے دل سے نکال دوں گا
ہو میرے دل میں مقیم مولیٰ مری خطائیں معاف کر دے

حمد باری تعالیٰ

حمدِ باری تعالیٰ

عقل کرتی ہے دریافت کیا ہے خدا
عشق کہتا ہے دل میں چھپا ہے خدا
بے وفا اور ہر جائی سارا جہاں
باوفا ہے خدا باوفا ہے خدا
یاس کو پاس آنے نہ دینا کبھی
آس رکھنا سدا، آسرا ہے خدا
جو مصیبت کو ٹالے، نہیں کوئی اور
صرف اور صرف مشکل کشا ہے خدا
ساری دنیا خدا ہی کی محتاج ہے
ساری دنیا کا حاجت روا ہے خدا
وہ جو حاضر ہے، ناظر ہے، موجود ہے
وہ خدا ہے خدا وہ خدا ہے خدا
صرف جسموں کے افعال ہی سے نہیں
دل کے رازوں سے بھی آشنا ہے خدا
کس نے دھوکے میں ڈالا ہے مجھ سے تجھے
غافل انسان سے پوچھتا ہے خدا

بندے کر دیں فراموش یہ اور بات
اپنے بندوں کو کب بھولتا ہے خدا
کوئی اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں
ہر نفس ہر طرف دیکھتا ہے خدا
ناز کرتے ہیں جو مامتا پر، سنیں
بڑھ کے ماؤں سے چاہتا ہے خدا
خوفِ موجِ حوادث ہو کیونکر اثرؔ
مری ناؤ کا جب ناخدا ہے خدا

حمدِ باری تعالیٰ

اُدھر مشرق سے سورج کو نکالا حق تعالیٰ نے
اِدھر دنیا میں پھیلایا اجالا حق تعالیٰ نے

شبِ تاریک سے ہم کو نکالا حق تعالیٰ نے
بنایا ہے ہمیں ایمان والا حق تعالیٰ نے

جہانِ رنج و غم نے کر دیا تھا ہم کو پژمردہ
ہمارے مضطرب دل کو سنبھالا حق تعالیٰ نے

اتارا ہم کو دنیا میں مگر ہاں اس سے پہلے ہی
پلایا خمرِ الفت کا پیالہ حق تعالیٰ نے

ہمیں اور آپ کو ہے رزق کی تقسیم کیا مشکل
کہ جب تنہا تمام عالم کو پالا حق تعالیٰ نے

ہمیں نے پارہ پارہ کر دیا آقا ﷺ کی امت کو
عطا کی تھی ہمیں وحدت کی مالا حق تعالیٰ نے

گئی دل سے کدورت اے اثرؔ باطل خداؤں کی
کیا ہے مستِ ذکرِ حق تعالیٰ حق تعالیٰ نے

حمدِ باری تعالیٰ

جب بھی چشمِ قلب وا ہو ذاتِ حق جلوہ نما ہو
پھر گزر غیروں کا کیا ہو دل میں جب خالق بسا ہو

شوق دنیا سے جدا ہو ذوق کچھ ایسا عطا ہو
عشق حق کا مشغلہ ہو ذکرِ حق میری غذا ہو

تو ہے شافی تو ہے کافی تو سلام اور تو مُھَیمِن
لب پہ تیرا نام آئے اور مریضوں کو شفا ہو

گر نہیں ہوتا مرا کوئی مجھے کچھ غم نہیں ہے
بس یہی اک آرزو ہے میں ترا ہوں تو مرا ہو

ایک ہی میری تمنا ایک ہی خواہش ہے میری
جان میں ایمان ہو اور دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہو

اہلِ باطل لرزہ براندام ہو جائیں جہاں کے
عشقِ حق کا دوستو اظہار ایسا برملا ہو

باخدا خادم بنوں سرکار ﷺ کے خدام کا مَیں
بے خودی چھا جائے ایسی اب اثرؔ بھی باخدا ہو

حمدِ باری تعالیٰ

نہیں محروم فرمائے گا اب مجھ کو خدا میرا
بنے گا دستکِ بابِ اثر حرفِ دعا میرا

اسی پر میرا تکیہ ہے اسی پر آسرا میرا
وہی حاجت روا میرا وہی مشکل کشا میرا

یہی میری تمنا ہے یہی ہے مدعا میرا
میں ہو جاؤں خدا کا اور ہو جائے خدا میرا

پرستارانِ دنیا سے نہیں ہے واسطہ میرا
جدا ہیں منزلیں میری الگ ہے راستہ میرا

ہے روشن مرضیٔ مولیٰ سے اک ٹوٹا دیا میرا
تعاقب کر رہی ہے گرچہ مدت سے ہوا میرا

ملائک سے یہ پوچھیں گے یقیناً مالکِ ملک اب
ذرا پوچھو تو کیوں در پر کھڑا ہے اک گدا میرا

مئے عرفاں انڈیلی خالقِ عتاب نے ایسی
کجا ترشی، نہ اب خنجر سے اترے گا نشہ میرا

حمدِ باری تعالیٰ

بیاں توصیف ناہنجار سے ہو گی کہیں تیری
ثنا جب کر نہ پائے رحمۃ للعالمیں تیری

انہیں پروانۂ اذنِ حضوری بھیج دے یارب
کہ راہیں تک رہے ہیں کب سے حج کے عازمیں تیری

مجھے بھی آسماں والے ولایت خاصہ دے دے
نہیں ہے اولیاء اللہ سے خالی زمیں تیری

عیاں تو ہے نہاں تو ہے احد تو ہے صمد تو ہے
بیاں توصیف ہو کیونکر الٰہ العالمیں تیری

ستارے چاند سورج پھول پتے سب ترے ذاکر
نہیں تسبیح اور تہلیل کرتے ہیں ہمیں تیری

مری ہستی ترا حلم و کرم ہے آسماں والے
وگرنہ مجھ سے عاصی کو نگل جائے زمیں تیری

ہیں مشغول حضرتِ انسان کی خدمت میں روز و شب
مہ و خورشید تیرے آسماں تیرا زمیں تیری

الٰہی مذہب اسلام کا تو بول بالا کر
گو نافرمانیاں کرتے ہیں بے شک مسلمیں تیری

اثرؔ پھر بھی نہ اس کی بندگی کا حق ادا ہو گا
جو اس کے آستاں پر خم رہے صدیوں جبیں تیری

حمدِ باری تعالیٰ

میری زباں پر ہو اکثر لاالٰہ الّا اللہ
ہونٹ رہیں تہلیل سے تر لاالٰہ الّا اللہ

قلب میں لے کر تیرا ڈر بند کروں میں آنکھیں گر
کھل جائے گا تیرا در لاالٰہ الّا اللہ

تیرے ہی گُن گاؤں میں جب دنیا سے جاؤں میں
کلمۂ طیب ہو لب پر لاالٰہ الّا اللہ

اے خلاقِ بحر و بر ہے یہ تمنا تامحشر
میرا سر ہو تیرا در لاالٰہ الّا اللہ

تو دیکھے باریکی میں راتوں کی تاریکی میں
تو ہی بخشے نورِ سحر لاالٰہ الّا اللہ

ذکر بنا آرام نہ ہو اس کے سوا کچھ کام نہ ہو
جپتا رہوں میں جیون بھر لاالٰہ الّا اللہ

میرا دل تیرا مسکن میری آنکھیں ہیں روشن
جب سے دیکھا تیرا گھر لاالٰہ الّا اللہ

تیرے سوا معذور ہیں سب بے بس ہیں مجبور ہیں سب
فانی ہیں سب کرّ و فر لاالٰہ الّا اللہ

حمدِ باری تعالیٰ

ہے مرا مشن تری جستجو
تری شان جلّ جلالہ
تجھے ڈھونڈتا ہوں میں کو بہ کو
تری شان جلّ جلالہ

تُو شکور ہے تُو غفور ہے
سو یہ عرض تیرے حضور ہے
میں گناہ گار ہوں بخش تُو
تری شان جلّ جلالہ

تُو کریم ہے تُو رحیم ہے
تُو حلیم ہے تُو عظیم ہے
تُو علیم ہے ، ہے خبیر تُو
تری شان جلّ جلالہ

تجھے دیکھے بِن میں فدا ہوا
کہ ترے ہی در کا گدا ہوا
ہے ترے فراق میں ہاؤ ہُو
تری شان جلّ جلالہ

تری ذات حاصلِ کائنات
ترا ذکر ہی ہے مری حیات
ترا عشق ہے مری آرزو
تری شان جلّ جلالہ

نہیں فکر کی کوئی بات ہے تری ذات گر مرے ساتھ ہے
بھلا کیا کرے گا مرا عدو تری شان جلّ جلالہ

ترا پیار روح کا تزکیہ ترا وصل غیر سے تخلیہ
ترا عشق قلب کا ہے وضو تری شان جلّ جلالہ

ہے تمنا عشق کے باب میں سرِحشر تیری جناب میں
یہ کہے اثر ترے روبرو تری شان جلّ جلالہ

حمدِ باری تعالیٰ

جو شکّر پیدا کرے وہ کتنا میٹھا ہو گا خود
جو قمر پیدا کرے وہ کتنا پیارا ہو گا خود

وہ جو ماؤں کی محبت کا بھی خالق ہے اثرؔ
ہم نے یہ سوچا کبھی محبوب کتنا ہو گا خود

جس نے دنیا کے حسینوں کو دیا ہے ایسا حسن
ایک لمحے کے لئے سوچیں کہ کیسا ہو گا خود

جاذبیت جس نے مقناطیس کو کی ہے عطا
خود بتائیں کیسی شانِ جذب والا ہوگا خود

جس نے شاہوں کو عطا کی بھیک تخت وتاج کی
کیسا لامحدود اور مخفی خزانہ ہو گا خود

جبکہ لیلیٰ کے نمک نے قیس کو مجنوں کیا
خالقِ لیلیٰ ذرا سوچیں کہ کیسا ہوگا خود

ہے دلیلِ قربِ مولیٰ آیتِ حَبل الورید
دل کے آئینے میں اکثر ہم نے دیکھا ہوگا خود

شان ہے جس کی ولم یکن لہ کفوا احد
پھر صفات و ذات میں وہ کیوں نہ یکتا ہوگا خود

مہر کو جس نے ذرا سی روشنی کی بھیک دی
آپ اپنی ذات میں کیسا اجالا ہو گا خود

آپ بس ان کی محبت میں کریں راز و نیاز
دیکھتے ہی دیکھتے عالم میں چرچا ہو گا خود

حمدِ باری تعالیٰ

چھپی اسم میں بھی مری آہ ہے
حقیقت میں اللہ اللہ ہے

سلاطینِ عالم بھی اس کے گدا
فقط شاہ کب ہے شہنشاہ ہے

تمام عزتیں ہیں اس کے لیے
کہ زیبا اسی کو فقط جاہ ہے

ہمارے معاصی کہ محدود ہیں
تری شانِ رحمت تو بے تھاہ ہے

ہمیں بھی تو کر دے حضوری عطا
کہ تو ہر نفس ہم سے آگاہ ہے

بلا راہبر کے جو رستہ چلے
وہ محرومِ منزل ہے گمراہ ہے

میں بیزارِ اغیار ہوں اے اثرؔ
وظیفہ مرا حسبی اللہ ہے

حمدِ باری تعالیٰ

جو جسم و جاں کے ساتھ ہے، شہ رگ کے پاس ہے
سوچو تو اس کی ذات بعید از قیاس ہے

دل کی نظر سے خالقِ دل پر نظر کریں
اہلِ نظر سے میری یہی التماس ہے

ہر چیز سے عیاں ہے وہ ہر چیز میں نہاں
پتّوں میں اس کا رنگ ہے، پھولوں میں باس ہے

دیتی ہے عقل ہفت حجابات کی خبر
اور عشق کا ہے دعویٰ کہ تو بے لباس ہے

اس عالمِ سراب میں سیراب ہے وہی
جو تجھ کو ڈھونڈتا ہے، جسے تیری پیاس ہے

فقدان ہے خدا کی خشیت کا اصل میں
ماحول میں جو آج یہ خوف و ہراس ہے

تُو ہی تو میرا اول و آخر ہے کارساز
تُو آخری امید، تُو ہی پہلی آس ہے

حمدِ باری تعالیٰ

جلوہ تیرا ہی بہرسُو نظر آتا ہے مجھے
دیکھوں جس سمت تُو ہی تُو نظر آتا ہے مجھے

پھول پتوں میں تری ذاتِ مقدس ہے نہاں
عطر میں خالقِ خوشبو نظر آتا ہے مجھے

گلشنِ دہر کی صنعت کا کوئی پہلو ہو
تیری تعریف کا پہلو نظر آتا ہے مجھے

ڈھونڈتا ہوں تجھے کجلائی ہوئی آنکھوں میں
دشت میں جب کوئی آہو نظر آتا ہے مجھے

اک ترے رحم کا مجھ کو ہے سہارا یا رب
ورنہ یہ نفس تو بـــــــالســـــوء نظر آتا ہے مجھے

سحر انگیز ہیں اشعار ثنا کے ایسے
ایک اک شعر میں جادو نظر آتا ہے مجھے

CS CamScanner

حمدِ باری تعالیٰ

ترا کیا ہے تُو ہم ذروں کو پھر سے کہکشاں کر دے
تُو چاہے تو ابھی پل میں زمیں کو آسماں کر دے

الٰہی چلچلاتی دھوپ ہے غفلت کی اور ہم ہیں
تُو اپنی یاد کا سر پر ہمارے سائباں کر دے

تری ہی ذات میری زیست کا مقصود بن جائے
خیالِ غیر کو احساس پر کوہِ گراں کر دے

مرے ظاہر کو جیسے حسنِ سنت سے نوازا ہے
مرے باطن میں بھی پیدا وہ ساری خوبیاں کر دے

شقاوت سے مرا دل ہو گیا مانند پتھر کے
تُو اس پتھر سے یارب اشک کا دریا رواں کر دے

فقط اِک ذاتِ باقی کو نگاہوں کا بنا مرکز
اثرؔ اس کے علاوہ بند ساری کھڑکیاں کر دے

حمدِ باری تعالیٰ

یکتا ہے ذاتِ ایزدی اپنی صفات میں
اس کا شریک کوئی نہیں کائنات میں

آئے نہ اس کی بات تو بے بات کی ہے بات
کرتا ہوں اس کی بات جبھی بات بات میں

حلم و کرم سے جرم و خطا پر مُصر نہ ہو
قرآن نے بتایا ترا رب ہے گھات میں

عنبر شمامہ مشک ہو خس ہو یا عود ہو
خوشبو اسی کی پاتا ہوں میں عطریات میں

اک خالقِ حیات پہ مرنا جو سیکھ لے
لاکھوں حیات پائے گا اپنی حیات میں

تفریق رنگ و نسل برائے شناخت ہے
اور ہم الجھ گئے ہیں اثرؔ ذات پات میں

حمدِ باری تعالیٰ

چھا گیا رنگِ سخن پر جب تری مدحت کا پھول
بس اسی دن سے مہک اٹھا مری قسمت کا پھول

خارِ ذلت سے جو گزرے رب العزت کے لیے
رب العزت کیوں نہ بخشے پھر اسے عزت کا پھول

گر گیا ہے اب نگاہوں سے مری ہر ماسوا
باغِ دل میں مسکراتا ہے تری عظمت کا پھول

خارِ عصیاں سے ہوا ہے دامنِ دل تار تار
چارہ گر اس زخم کا مرہم تری نسبت کا پھول

اے مسلماں خالق گلشن کے در پر سر جھکا
شاخِ نخلِ دہر پہ کھل جائے گا رفعت کا پھول

عقل حیراں رہ گئی ہے دیکھ کر ان کا کرم
اک طرف عصیاں کے کانٹے اک طرف رحمت کا پھول

خالقِ گلشن کی خوشبو بس گئی ایسی اثرؔ
اب کسی صورت نہیں بھاتا کسی صورت کا پھول

CamScanner

حمدِ باری تعالیٰ

کھلا سائنس پر بھی آخرش یہ انتظام اُس کا
کہ ہر انسان کے دل پر لکھا ہوتا ہے نام اس کا

نہ اُس کی ابتدا کوئی نہ اس کی انتہا کوئی
ازل اس کا، ابد اس کا، بقا اس کی، دوام اس کا

وہ سلطاں ہے مگر محلوں کو مسکن کب بناتا ہے
کہ ہوتا ہے دیارِ قلبِ مومن میں قیام اس کا

مری نالائقی بے حد، کریمی اس کی بے پایاں
خطا کرنا مری عادت، عطا کرنا ہے کام اس کا

زہے قسمت کہ حاصل ہو خدا کی معرفت جس کو
اثرؔ پھر تو نماز اس کی، سجود اس کے، قیام اس کا

حمدِ باری تعالیٰ

بزمِ ہستی مری کیا ہے مجھے معلوم نہ تھا
مرے اندر تُو چھپا ہے مجھے معلوم نہ تھا

اپنے مشتاقِ زیارت سے حجاب آخر کیوں
یہ محبت کی ادا ہے مجھے معلوم نہ تھا

میں اسے ڈھونڈتا پھرتا تھا تمام عالم میں
خانۂ دل میں خدا ہے مجھے معلوم نہ تھا

عارضی حسن کے آغاز نے دل موہ لیا
اس کا انجام فنا ہے مجھے معلوم نہ تھا

کھوکھلا کر دیا جس نے کہ مجھے اندر سے
میری قاتل تو انا ہے مجھے معلوم نہ تھا

خانۂ دل میں ہوئی خوشبوئے جاناں محسوس
پھول صحرا میں کھلا ہے مجھے معلوم نہ تھا

جس بتِ کافرِ مطلق کو میں سمجھا سورج
وہ اثرؔ بجھتا دیا ہے مجھے معلوم نہ تھا

حمدِ باری تعالیٰ

نشۂ عشق کو زائل نہیں ہونے دیتا
حسنِ اغیار پہ مائل نہیں ہونے دیتا

پردۂ عقل کو حائل نہیں ہونے دیتا
عشق محتاجِ دلائل نہیں ہونے دیتا

دعویٰ کرتا ہے وہ کیا عشق میں جانبازی کا
دل کو زخموں سے جو گھائل نہیں ہونے دیتا

آنکھ کہتی ہے نظر کیوں نہیں آتا محبوب
دل مگر عقل کا قائل نہیں ہونے دیتا

اہلِ ایقان کو مشغولیِ قرآن و حدیث
محوِ اخبار و رسائل نہیں ہونے دیتا

غیرتِ بندگیِ حق کا کرشمہ ہے اثرؔ
جو کسی غیر کا سائل نہیں ہونے دیتا

حمدِ باری تعالیٰ

ہم اُس سے دور ہو گئے کتنا عجیب ہے
شہ رگ سے بھی جو ذات زیادہ قریب ہے

ناراض ہو وہ جس سے وہ سب سے بڑا شقی
جو اس کو خوش کرے وہ بڑا خوش نصیب ہے

جو اس کو یاد رکھے وہی دوست ہے مرا
جو اس کو بھول جائے وہ میرا رقیب ہے

تُو دل میں ہو تو کارِ بیاباں بھی پھول پھول
تیرے بغیر گلشنِ عالم مہیب ہے

تیری رضا بغیر زباں تک نہ ہل سکے
ثابت ہوا کہ تیرا کرم ہی خطیب ہے

مقبولیت میں شک نہیں رہتا دعا کے بعد
پیشِ نظر جو آپ کا اسمِ مجیب ہے

حمد باری تعالیٰ

عالم میں وحدت کا اجالا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
ہر جانب اللہ تعالیٰ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

جن کے کرم نے رہزن کو بھی رہبرِ اعلیٰ کر ڈالا
ان کے کرم سے میرا پالا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

خانۂ دل میں غیر نہ داخل ہو جائے بس اس خاطر
غضِ بصر کا آنکھ پہ تالا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اہلِ ایماں خوش قسمت ہیں نسبتِ مولیٰ کے صدقے
بخت بے ایمانوں کا کالا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

ساری دنیا کے بت مل کر پسپا اور ناکام ہوئے
اللہ اللہ کرنے والا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اپنی روحانی پستی کا ہے مجھ کو احساس مگر
میرے سامنے عالَمِ بالا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

میری آہیں میرے آنسو بے قیمت بے کار نہیں
بابِ اثؔر پر میرا نالہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

حمدِ باری تعالیٰ

وجدان کی لے پر ترا پیغام سنا ہے
دیکھا تو نہیں تجھ کو ترا نام سنا ہے

ہے صدق نجات اور اثر کذب ہلاکت
اک مخبرِ صادق ﷺ سے یہ پیغام سنا ہے

سو قتل کے مجرم کو بھی دیتا ہے معافی
رحمت ہے ہر اک شے پہ تری عام سنا ہے

تُو جس کا ہوا اس کا دو عالم میں بنا کام
چرچہ یہ دوعالم میں ترا عام سنا ہے

کیا ہوگا ترے لذتِ دیدار کا عالم
دیوانوں نے اب تک تو ترا نام سنا ہے

CamScanner

پائی ہے بلندی جو میرے دل نے یقیں کی
سجدے میں گرا ہے بتِ اوہام سنا ہے

جب جوش میں آتی ہے تری شانِ کریمی
دیتا ہے خطاؤں پہ بھی انعام سنا ہے

انسان ہی غافل ہے ترے ذکر سے یارب
لیتی ہے ہر اک چیز ترا نام سنا ہے

اک آس پہ زندہ ہے مرا قلب شکستہ
مسکن ہے ترا ہر دلِ ناکام سنا ہے

عشاقِ زیارت کو اثرؔ جلوہ دکھانے
ہر شب کو وہ آتے ہیں سرِ بام سنا ہے

نذرانۂ عقیدت

بہ بارگاہِ نبوت ﷺ

نبی ﷺ سے عشق کا دعویٰ سر آنکھوں پر مگر اے دوست
محبت کیا عمل کی قید سے آزاد ہوتی ہے ؟
میں جب اشعار کہنے بیٹھتا ہوں مدحِ آقا ﷺ کے
تو میری شاعری کی غیب سے امداد ہوتی ہے

نعت

اب خوف ہے مرنے کا نہ جینے کی طلب ہے
گر کوئی طلب ہے تو مدینے کی طلب ہے

جو سمتِ رہِ روضۂ اقدس ہو روانہ
اب مجھ کو فقط ایسے سفینے کی طلب ہے

اب تاجِ سلاطینِ زمانہ نہیں بھاتے
خاکِ رہِ طیبہ کے خزینے کی طلب ہے

مجھ جیسا خطاکار ہے مشتاقِ حضوری
پاکیزہ بہت ایک کمینے کی طلب ہے

میخانۂ دنیا کی شرابوں سے اٹھا دل
اب ساقیِ کونین ﷺ سے پینے کی طلب ہے

برسوں سے ہوں میں منتظرِ اذنِ حضوری
کیا یہ کوئی دو چار مہینے کی طلب ہے ؟

خوشبوئے حنا اہلِ زمانہ کو مبارک
عشاق کو آقا کے پسینے کی طلب ہے

دم نکلے اثرؔ روضۂ اقدس پہ پہنچ کر
کچھ روز فقط اس لیے جینے کی طلب ہے

مسرور ہوں ممدوحِ خدا مدحِ اثرؔ سے
مدحت کے لئے ایسے قرینے کی طلب ہے

نعت

عاشق یہ ترا روضہ کیا دیکھ کے آیا ہے
طیبہ کا حسیں منظر آنکھوں میں سمایا ہے

ہیں محوِ درِ اقدس عقلاء کی عقلیں بھی
دیوانہ بنایا ہے دیوانہ بنایا ہے

برسی ہے مرے دل پر برسات بصیرت کی
جب اسمِ محمد ﷺ کو آنکھوں سے لگایا ہے

جو ان کا دِوانہ ہے وہ غیر بھی ہے اپنا
جو ان کا نہیں عاشق اپنا بھی پرایا ہے

طیبہ کی طرف از خود اٹھتے ہیں قدم کیونکر
محسوس یہ ہوتا ہے کہ آقا نے بلایا ہے

نفرت کسی انساں سے آقا نے نہیں رکھی
ہو لاکھ برا کوئی پہلو میں بٹھایا ہے

اک بار جو دیکھا ہے طیبہ کا حسیں منظر
دوجا کوئی منظر بھی آنکھوں کو نہ بھایا ہے

نعت

نبی ﷺ کی یاد ہی سے روحِ مومن شاد ہوتی ہے
نبی ﷺ کے ذکر ہی سے بزمِ دل آباد ہوتی ہے

نبی ﷺ سے عشق کا دعویٰ سر آنکھوں پر مگر اے دوست
محبت کیا عمل کی قید سے آزاد ہوتی ہے؟

ہم ایسے خود غرض عشاق ہیں جو اپنے آقا ﷺ کی
اطاعت بھول جاتے ہیں شفاعت یاد ہوتی ہے

عموماً مسخ ہو جاتی ہے عقل و فہمِ انسانی
جب اندھی پیرویٔ آبا وَ اجداد ہوتی ہے

وہیں تعمیر ہوتی ہیں عماراتِ عمل اے دوست
جہاں عشقِ نبی ﷺ ایمان کی بنیاد ہوتی ہے

جسے ہم اصطلاحِ شاعری میں نعت کہتے ہیں
حقیقت میں دلِ بے تاب کی رُوداد ہوتی ہے

میں جب اشعار کہنے بیٹھتا ہوں مدحِ آقا ﷺ کے
تو میری شاعری کی غیب سے امداد ہوتی ہے

نعت

اُس پہ نظارہ ہے لازم روضۂ سرکار ﷺ کا
شوق ہے دنیا میں جس کو خلد کے دیدار کا

راستہ کوئی تو ہو وصلِ شہِ ابرار ﷺ کا
دیر کا ہو دور کا ہو دَیر کا یا دار کا

باعثِ صد فخر ہے آقا ﷺ گدائی آپ کی
غیرتِ سلطاں ہے سائل آپ کے دربار کا

چارہ گر کو آخرش تسلیم کرتے ہی بنی
ہے علاج اذنِ حضوری ہجر کے بیمار کا

قابلِ صد رشک ہے صدیقِ اکبرؓ کی پسند
دیکھ لینا اک نظر چہرہ مرے سرکار ﷺ کا

آؤ کچھ طائف کی گلیوں میں بھی دے لیں حاضری
ذکر جب چھڑ ہی گیا ہے مصر کے بازار کا

مجھ میں کب ہے جرأتِ دعویٰ الفت اے اثر
میں تو عاشق ہوں غلامانِ شہِ ابرار ﷺ کا

نعت

مرا دیکھا تو ہم ان کا فرمایا یقینی ہے
مسلّم جگ پہ اک اُمّی لقب کی دوربینی ہے
تھے عہدِ تیرگی کے دشمنانِ دین بھی قائل
مثالِ روزِ روشن میرے آقا ﷺ کی امینی ہے
فقط ایمان والوں تک نہیں محدود ہے رحمت
تمام عالم کے حق میں رحمت للعالمینی ہے
بھٹک سکتے نہیں ہیں پیروکارِ ہادیٔ عالم ﷺ
بفیضِ راہِ سنت منزلِ جنت یقینی ہے
ملی غارِ حرا سے روشنی سارے زمانے کو
ہزاروں جلوتوں سے بڑھ کے اک خلوت نشینی ہے
دوائے دردِ دل بھی اب کوئی ایجاد ہو جائے
بجا ارشاد فرمایا کہ یہ عہدِ مشینی ہے
ہمارے دین کی بنیاد آمنّا و صدّقنا
وہ کیا جانیں کہ جن کا مشغلہ ہی نکتہ چینی ہے
اثرؔ جذبات میں بہنا ہے گویا شوق کی تکمیل
جو شے مطلوب ہے وہ درحقیقت فہمِ دینی ہے

نعت

گر نہ ہوتے آپ ﷺ تو ہوتے کہاں شمس و قمر
آپ ﷺ کے ممنون ہیں شاہِ زماں! شمس و قمر

ماہِ طیبہ تو فروزاں ہی رہے گا تا ابد
اور ہو جائیں گے بے نام و نشاں شمس و قمر

کوئی نسبت ہی نہیں رکھتے حقیقت اور مجاز
ہے کہاں نورِ رخِ آقا ﷺ کہاں شمس و قمر

آسمانِ دل پہ روشن جب سے ہے ماہِ عرب
ہیں مرے احساس پر کوہِ گراں شمس و قمر

یہ حقیقت ہے شہِ والا ﷺ ہیں وجہِ روشنی
لاکھ ہوں اپنی نظر میں خوش گماں شمس و قمر

مہرِ بطحا مہرباں ہے پھر بھلا کیا اس کا غم
مہرباں ہوں یا اثرؔ نا مہرباں شمس و قمر

نعت

اہلِ دنیا کو مبارک گلشنِ دنیا کے پھول
دامنِ عشاق میں ہیں مدحتِ آقا ﷺ کے پھول

رشکِ گلشن کو بھلا کیا احتیاجِ رنگ و بو
خود معطر ہو گئے باغِ نبی ﷺ میں آ کے پھول

ایسا عاشق جھانک لے اپنے گریباں میں ذرا
جس کے دامن میں نہیں ہیں سنتِ آقا ﷺ کے پھول

حسنِ کردار و عمل سے چن لئے اصحابؓ نے
دہر سے سرکار ﷺ جب رخصت ہوئے بکھرا کے پھول

دامنِ شعر و سخن یکسر معطر ہو گیا
فکر و فن پر جب کھلے مدحِ شہِ والا ﷺ کے پھول

ذکر کیا نورِ ازل رشکِ کنول کا چھڑ گیا
منہ چھپاتے پھر رہے ہیں باغ میں شرما کے پھول

خوشبوئے حسنِ عمل ہی جب نہیں باقی تو پھر
عشق کے دعوے ہیں ایسے جس طرح مرجھا کے پھول

یوں غلامانِ شہِ دیں ﷺ آج بھی دنیا میں ہیں
اے اثرؔ کھلتے ہیں جیسے درمیاں دریا کے پھول

نعت

بے خودی کیسی ان اصحاب پہ چھائی ہو گی
جن کو سرکار ﷺ نے نظروں سے پلائی ہو گی

جمع کرتا ہوں میں نعتوں کا خزینہ یارو
اس سے بڑھ کر بھی بھلا کوئی کمائی ہو گی

روح بے تاب ہے سرکار ﷺ سے ملنے کے لیے
جانے کب قیدِ مسلسل سے رہائی ہو گی

رشک اس پر تو سلاطین بھی کرتے ہوں گے
جس کی تقدیر میں آقا ﷺ کی گدائی ہو گی

اس سے بڑھ کر بھی کوئی دہر میں مفلس ہو گا
دولتِ عشقِ نبی ﷺ جس نے نہ پائی ہو گی

کعبۂ دل میں کوئی جھانک کے دیکھے تو اثرؔ
سبز گنبد ہی کی تصویر سمائی ہو گی

نعت

روزنِ فکر سے گزری جو ثناء کی خوشبو
نعت میں ڈھلنے لگی صلِّ علیٰ کی خوشبو

ہاتھ اٹھائے شہِ والا ﷺ کا وسیلہ دے کر
اڑ گئی تا بہ فلک حرفِ دعا کی خوشبو

گلشنِ دہر بھی محبوب اسے رکھتا ہے
جس کو محبوب ہو محبوبِ خدا کی خوشبو

جس کے افعال میں شامل ہو مہک سنت کی
اس کے کردار سے آتی ہے بلا کی خوشبو

مجھ کو محبوب ہے آقا ﷺ کے پسینے کی مہک
اہلِ دنیا کو مبارک ہو حنا کی خوشبو

زندگی رشک کرے روح کو معراج ملے
میں اثرؔ پاؤں جو طیبہ میں قضا کی خوشبو

نعت

اثر جو شافعِ محشر کے گن گایا نہیں کرتے
شفاعت وہ کبھی خوابوں میں بھی پایا نہیں کرتے

اگر ہے عشق صادق آپ کا تو کام بھی کیجیے
فقط یوں نام کے عشاق کہلایا نہیں کرتے

گریزاں ان سے جو رہتے ہیں بے شک ہاتھ ملتے ہیں
جو ان پر جان دیتے ہیں وہ پچھتایا نہیں کرتے

فراقِ مصطفیٰ ﷺ میں دل بھی اپنا خون روتا ہے
فقط آنکھوں سے ہی ہم اشک برسایا نہیں کرتے

اسے جانے دو طیبہ تم نہ اس کا راستہ روکو
یہ دیوانہ ہے دیوانوں کو سمجھایا نہیں کرتے

نگاہوں میں بسا ہے جب سے نقشہ سبز گنبد کا
تو دوجے کوئی بھی منظر ہمیں بھایا نہیں کرتے

مرے آقا ﷺ کا در لوگو! بہاروں کا خزینہ ہے
وہاں ذوقِ طلب کے پھول مرجھایا نہیں کرتے

اثر ہے نعت جیسے بھی سنا دے اپنے آقا ﷺ کو
کہ وہ جذبات کی توہین فرمایا نہیں کرتے

نعت

جب آسماں مدحِ سرائے رسول ﷺ ہے
پھر کہکشاں تو آپ کے پیروں کی دھول ہے
بخشش کرے گا سب کی انہیں کے طفیل سے
اس میں جرح نہیں یہ خدا کا اصول ہے
جو مصطفیٰ ﷺ کے بغیر ہی طالب خدا کے ہیں
سن لیں وہ کان کھول کر یہ ان کی بھول ہے
اس در کی رفعتوں کو کوئی کیا بیاں کرے
جس در پہ جبرئیلِ امیں کا نزول ہے
جو عشقِ شاہِ دیں ﷺ میں گزر جائیں جان سے
دراصل زندگی کا انہیں کو حصول ہے
پوچھا کسی نے مجھ سے مرا مشغلہ اگر
فوراً دیا جواب کہ مدحِ رسول ﷺ ہے

نعت

روانہ ہونے کو ہے وہ طیبہ نگر سفینہ
میں چشمِ حسرت سے تک رہا ہوں اثر سفینہ

سحر ہوئی تو نہ پہنچا طیبہ نگر سفینہ
رواں رہا گو کہ خواب میں رات بھر سفینہ

سفینے والے غلام ہیں شاہِ بحر و بر کے
تو کیوں نہ طوفاں کے ہو مقابل نڈر سفینہ

کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے راہِ طیبہ
وگرنہ پاتا نہیں یہ اعزاز ہر سفینہ

تصوراتِ رہِ مدینہ میں ہے یہ عالم
خیال دریا ہے ، فکر رہبر ، نظر سفینہ

رہِ مدینہ سے آشنا ہو گیا نہ جب تک
کوئی سفینہ ہوا نہیں معتبر سفینہ

خیالِ وصلِ دیارِ محبوبِ کبریا میں
مریضِ ہجرِ نبی ﷺ کا ہے چارہ گر سفینہ

کرے گی پرواز روح ملکِ عدم کی جانب
رہِ مدینہ نہ پا سکے گا اگر سفینہ

مرے سفینے میں جاذبیت نہیں ہے کوئی
نبی ﷺ کی نسبت سے پرکشش ہے اثرؔ سفینہ

☆☆☆

جو دیدارِ طیبہ کی شائق نہیں ہیں
وہ آنکھیں بصارت کے لائق نہیں ہیں

بغیر عمل عشقِ نبوی کا دعویٰ
فسانہ ہے جس میں حقائق نہیں ہیں

نعت

چاہے جو دور رہ کے بھی قربت رسول ﷺ کی
اپنائے ہر مقام پہ سنت رسول ﷺ کی

گر دوستوں نے سچ کو سراہا تو کیا کمال
دشمن بھی مانتے ہیں صداقت رسول ﷺ کی

قسمت پہ ناز کرتے ہیں قرطاس اور قلم
جب لکھنے بیٹھتا ہوں میں مدحت رسول ﷺ کی

کچھ کام آسکی نہ اطاعت بغیر وہ
حاصل تھی بولہب کو بھی قربت رسول ﷺ کی

سائنس نے بھی مانا ہے چودہ صدی کے بعد
سنت میں جو نہاں ہے فراست رسول ﷺ کی

حاتم بھی ان کے در کا بھکاری ہے اے اثر
کیا جانتا ہے کوئی سخاوت رسول ﷺ کی

نعت

بہت سننے کو سیرت پر ہمیں تقریر ملتی
ہے
اطاعت کی مگر پیروں میں کم زنجیر ملتی
ہے
نبی ﷺ کے ذکر ہی سے قلب کو تطہیر ملتی
ہے
نبی ﷺ کی فکر ہی سے فہم اور تدبیر ملتی
ہے

فقط شوقِ زیارت ہی سے کب ہے حاضری ممکن
یہ وہ دولت ہے جو منجانبِ تقدیر ملتی ہے

اسی حق گوئی کی خاطر تو یہ سولی پہ چڑھتے ہیں
ازل سے اہلِ دل کی ایک ہی تقصیر ملتی
ہے

نہیں ہے دوسرا نقشہ سوائے گنبدِ خضریٰ
درونِ خانۂ دل ایک ہی تصویر ملتی ہے

بظاہر بے سرو ساماں نظر آتے ہیں یہ لیکن
غلامانِ نبی ﷺ کو خلد کی جاگیر ملتی
ہے

جو سچ پوچھو تو ہے عشقِ شہِ ابرار ﷺ کا صدقہ
اثر کے آہ و نالوں میں جو یہ تاثیر ملتی
ہے

CamScanner

نعت

امت کی راہ راہِ ہدایت سے کٹ گئی
جب زندگی حضور ﷺ کی سنت سے ہٹ گئی

میں خواب ہی میں جانبِ طیبہ تھا گامزن
فرطِ خوشی سے نیند ہی میری اچٹ گئی

دربارِ شاہِ دیں میں سبھی ایک ہوگئے
نسلی تعصّبات کی زنجیر کٹ گئی

جاتی ہے اب بھی خلد کو سیدھی نبی ﷺ کی راہ
یہ اور بات سوچ ہماری الٹ گئی

طیبہ میں موت آئے دعا ہوگئی قبول
شہرِ نبی ﷺ میں زیست کی زنجیر کٹ گئی

اذنِ سفر کبھی تو ملے گا یہ سوچ کر
طیبہ کے راستے پہ مری فکر ڈٹ گئی

غارِ حرا سے نکلا ہدایت کا آفتاب
گمراہیوں کی تیرگی دنیا سے چھٹ گئی

تقدیر بھی اثرؔ پہ ہوئی مہربان ہے
مدحِ رسول پاک سے قسمت پلٹ گئی

نعت

مدحتِ سرکار ﷺ کرنا کب کسی کا ہے کمال
درحقیقت یہ تو سب حُبِ نبی ﷺ کا ہے کمال

مہر کیا جانے مرے آقا ﷺ سے ہے عالم میں نور
وہ سمجھتا ہے کہ اس کی روشنی کا ہے کمال

سلطنت قرباں ہے جس پر اب بھی ہفت اقلیم کی
شہرِ شاہِ دو جہاں ﷺ کی اک گلی کا ہے کمال

ہے جنونِ عشقِ آقا ﷺ کی محبت ہی کا عکس
کیسے کہہ دوں یہ مری دیوانگی کا ہے کمال

بادشاہت جو دلوں پر اب بھی ہے عشاق کی
سرورِ کون و مکاں ﷺ کی چاکری کا ہے کمال

میں کہ شاداں باوجودِ گردشِ حالات ہوں
درحقیقت یہ غمِ عشقِ نبی ﷺ کا ہے کمال

مدحتِ سرکار ﷺ کی ممنون ہے معراجِ فن
کون کہتا ہے اثر کی شاعری کا ہے کمال

نعت

ہر سمت ایک نور کا ہونے لگا ظہور
دنیا میں جب حضور ﷺ کا ہونے لگا ظہور

ذکرِ نبی ﷺ کیا تو سرِ شاخِ قلب و جاں
تسکین کے طیور کا ہونے لگا ظہور

اُمّی لقب کے درسِ فصیح و بلیغ سے
انسان پر شعور کا ہونے لگا ظہور

دل پر جو نقش ہیں شہِ والا ﷺ کی مدحتیں
کاغذ پہ ان سطور کا ہونے لگا ظہور

آئی فضائے نعت میسر تو فکر سے
کیفیتِ طہور کا ہونے لگا ظہور

جب سے اثرؔ ! ہے بادۂ عشقِ نبی ﷺ نصیب
دل پر عجب سرور کا ہونے لگا ظہور

نعت

حق عشقِ شہِ دیں ﷺ کا ادا کیوں نہیں کرتے
طیبہ میں تمنائے قضا کیوں نہیں کرتے

سازِ طربِ عالمِ فانی کے پتنگو !
سوزِ غمِ طیبہ میں جلا کیوں نہیں کرتے

افکار و عمل نذرِ سخن کر تو دیا ہے
قرطاس و قلم وقفِ ثنا کیوں نہیں کرتے

دیکھا ہے کرم ان کا گنہگاروں پہ جب سے
دیوانگی کہتی ہے خطا کیوں نہیں کرتے

ہر گام نئی تازگی پاتے ہیں کہاں سے
رہرو رہِ طیبہ کے تھکا کیوں نہیں کرتے

یا دردِ فراقِ شہِ بطحا ﷺ کی دوا ہو
یا مجھ سے نہ پوچھو کہ ہنسا کیوں نہیں کرتے

سرکار ﷺ کی مدحت تو کیا کرتے ہو لیکن
سرکار کی سنت پہ چلا کیوں نہیں کرتے

CamScanner

نعت

ہو یوں ذوقِ سخن محدود توصیفِ محمد ﷺ تک
کہ لکھوں داستاں غارِ حرا سے سبز گنبد تک

ہوئے جو سنگریزے مس نبی ﷺ کے پائے اقدس سے
ہیں ان کے بالمقابل ہیچ یاقوت و زبرجد تک

نہیں ہے جاگتی آنکھوں زیارت گر مقدر میں
کم از کم خواب ہی میں ہو رسائی سبز گنبد تک

مرے آقا نے گر چوما نہیں ہوتا محبت سے
تو میرے ہونٹ بھی بڑھتے نہیں پھر سنگِ اسود تک

اگر اعمال سے عشقِ نبی ﷺ ظاہر نہیں ہوتا
تو بیشک آپ عاشق ہیں مگر الفاظ کی حد تک

بلندی تو حقیقت میں اثرؔ کردار ہی کی ہے
ہمالہ بھی پہنچ سکتا نہیں سرکار ﷺ کے قد تک

نعت

ہے جو ارماں نخلِ ایماں ہو ثمر آراستہ
شاخِ دل عشقِ نبی ﷺ کے گل سے کر آراستہ

اور تو کوئی نہیں وجہِ وجودِ کائنات
بزمِ عالم ہے پئے خیر البشر ﷺ آراستہ

کوچۂ شاہِ زماں کی زندگی کیا خوب ہے
شام دلکش ، شب فروزاں اور سحر آراستہ

سبز گنبد کا تصور جا گزیں کیا ہو گیا
ہو گئے قلب و جبیں ، روح و نظر آراستہ

آئے ویرانے میں بھی لطفِ بہارِ گلستاں
الفتِ سرکار ﷺ سے ہو دل اگر آراستہ

پُر کشش لگنے لگا ہے قامتِ افکار بھی
ہے لباسِ حرفِ مدحت کس قدر آراستہ

آسمانِ دل تو روشن ماہِ طیبہ ہی سے ہے
روشنی سے لاکھ ہوں شمس و قمر آراستہ

رہروِ طیبہ کی پھر تم دیکھنا سج دھج اثرؔ
اذنِ آقا ﷺ کر تو دے پہلے سفر آراستہ

نعت

پیشِ نظر جو عظمتِ خیرالبشر ﷺ ہوئی
خود اپنی نعت گوئی محلِ نظر ہوئی

میرا مذاق عشقِ شہِ دوسرا ہوا
میرا اساس مدحتِ خیر البشر ہوئی

عشاقِ شاہِ دیں نہ ہٹے راہِ شوق سے
دنیا بلا سے ان کی اِدھر سے اُدھر ہوئی

جب سے نصیب آپ کا نقشِ قدم ہوا
بے قدر میرے سامنے اوجِ قمر ہوئی

ہے محوِ رشک عرشِ بریں اس مقام پر
فرشِ زمیں پہ آپ کی جو رہگزر ہوئی

مدحِ نبی ﷺ کا حق نہ ادا ہوگا تا ابد
عمرِ اثر تو یوں بھی بہت مختصر ہوئی

نعت

عالمِ مے نوشیِ عشاق بھی کیا خوب ہے
ساغرِ دل ہے نبی ﷺ کی یاد کا مشروب ہے
خود خدائے پاک بھی محبوب رکھتا ہے اسے
جس کو محبوبِ خدا کی ہر ادا محبوب ہے
کاش ایسے شخص پر کھل جائے سنت کا وقار
وہ جو شان و شوکتِ اغیار سے مرعوب ہے
غیر سے الفت میں رسوائی کا ڈر ہے جس طرح
انحرافِ عشقِ آقا ﷺ اس طرح معیوب ہے
دیگر اصنافِ سخن تسلیم کرتا ہوں مگر
فکر میری مدحتِ سرکار ﷺ سے منسوب ہے
مجھ پہ غالب آئیں کیسے اہلِ دنیا کے طریق
دل زہے قسمت نبی ﷺ کی یاد سے مغلوب ہے
اے اثرؔ شمس و قمر کی رفعتیں اپنی جگہ
پر مجھے تو نقشِ پائے شاہِ دیں مطلوب ہے

نعت

رہنماؤں کو بھی تعلیم یہ دی جاتی ہے
منزلِ خلد فقط راہِ نبی ﷺ جاتی ہے

فرش پر ان کے وسیلے سے جو کی جاتی ہے
عرشِ اعظم پہ وہ فریاد سنی جاتی ہے

کیا عجب چیز ہے یہ عشقِ نبی ﷺ کا مشروب
جتنا پیتا ہوں مری پیاس بڑھی جاتی ہے

کس لئے ذاتِ شہِ دیں نہ بنے محورِ عشق
کیا محبت بھی کسی اور سے کی جاتی ہے

عازمِ طیبہ کو حسرت سے کھڑا دیکھتا ہوں
بیٹھا جاتا ہے یہ دل سانس رکی جاتی ہے

فکر وفن الفتِ سرکار ﷺ میں ہو جائے فنا
تب کہیں جا کے کوئی نعت لکھی جاتی ہے

راہِ طیبہ میں کسے فکرِ اساسِ ہستی
بے خودی چھاتی ہے ایسی کہ خودی جاتی ہے

نعت

پہلے عمل میں ان کی اثرؔ پیروی کرو
پھر اس کے بعد دعوائے عشقِ نبی کرو

چھٹ جائے کیوں نہ دہر سے بدعت کی تیرگی
آقا ﷺ کی سنتوں کی اگر روشنی کرو

سرکار ﷺ کی دعاؤں کے طالب ہو تم اگر
سرکار ﷺ کی اداؤں سے مت بے رخی کرو

اللہ کے غضب کو نہ دعوت دو دوستو
دشمن سے اس کے تم نہ کبھی دوستی کرو

اچھا نہیں شعائرِ اسلام سے مذاق
دنیا سے کھیلو ، دین سے مت دل لگی کرو

وقت آگیا ہے عشق پہ پھر امتحان کا
اب خوں سے آبیاری باغِ نبی ﷺ کرو

کل پر نہ ٹالو نیک ارادوں کو تم کبھی
کرنا ہے جو بھی کام اثرؔ آج ہی کرو

نعت

اگر رخ مدینے کی جانب نہیں ہے
تو اٹھنا قدم کا مناسب نہیں ہے

ہے جتنی کشش راہِ طیبہ میں لوگو
کوئی راستہ اتنا جاذب نہیں ہے

تعجب ہے مرغوب تجھ کو ہے جنت
مگر راہِ سنت کا راغب نہیں ہے

وہ سچی اطاعت کرے شاہِ دیں ﷺ کی
جو الفت کے دعوے میں کاذب نہیں ہے

مگر ان کی احسان مندی تو ہے فرض
یہ مانا کہ مدحت تو واجب نہیں ہے

غلامانِ دنیا سے مغلوب ہو گا
اگر عشقِ سرکار ﷺ غالب نہیں ہے

نہیں مستحقِ "حساباً یسیراً"
جو اپنے عمل کا محاسب نہیں ہے

ہے اس کے مقدر میں رحمت سے دوری
جو اذنِ حضوری کا طالب نہیں ہے

فدا قلب و جاں ہیں درِ شاہ دیں ﷺ پر
بظاہر مدینے میں قالب نہیں ہے

نعت

دل میں نقشِ گنبدِ خضریٰ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے سامنے ان کا روضہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

آقا ﷺ کے سانچے میں ڈھلنا، ہر دم سنت پر چلنا
خلدِ بریں کا آساں رستہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

دیکھا دیکھی لوگوں کی کب مدح سرائی میں نے کی
میرے سر پر عشق کا سودا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

جس میں دیکھ کے خود کو مزین کر سکتا ہے ہر مومن
سنتِ نبوی کا آئینہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

رنگ برنگے پھول کھلے ہیں جس میں شوقِ حضوری کے
دل میں سمایا گلشنِ طیبہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

حزن والم کیوں راہ میں آئیں جبکہ صاحبِ لاتحزن
میرا ملجا میرا ماویٰ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

میری فقیری کیوں نہ امیری پر ہو محوِ رشک اثرؔ
میرا شاہ وہ شاہِ بطحہ ﷺ، کل بھی تھا ور آج بھی ہے

نعت

مداحِ سرکارِ دوعالم ﷺ کہلانے پر ناز بھی ہے
نعتیں لکھنا نعتیں پڑھنا میرے لئے اعزاز بھی ہے

فکر و فن ہی صرف نہیں مصروفِ طوافِ کوچۂ نعت
مدحتِ شاہِ دیں کی خاطر وقف مری آواز بھی ہے

مجھ کو بھی معلوم ہے اس میں میرا نہیں ہے کوئی کمال
حبِ نبی ﷺ کے صدقے دل میں سوز، لبوں پر ساز بھی ہے

غیر کا رستہ چلنے والا ناکامی ہی پائے گا
تابعِ راہِ سنتِ نبوی جگ میں سرافراز بھی ہے

احیائے سنت کی خاطر جان نچھاور کر دینا
اصحابِ سرکارِ دوعالم ﷺ کی عظمت کا راز بھی ہے

عاجز تھے فصحائے عرب بھی جس کی بلاغت کے آگے
اُس قرآں کا نشرِ نبیِ امی کا اعجاز بھی ہے

یہ وہ حقیقت ہے جس کو خود اہلِ سخن تسلیم کریں
مداحِ سرکار ﷺ سخن کی دنیا میں ممتاز بھی ہے

مدحتِ آقا ﷺ صنفِ سخن گو لاکھ کہن ہے پھر بھی اثرؔ
لوگوں کا دل موہنے والا ایک نیا انداز بھی ہے

نعت

ہر سو شاہِ دین ﷺ کی مدحت، کل بھی تھی اور آج بھی ہے
نعتیں سننا ان کی سنت ، کل بھی تھی اور آج بھی ہے

کل بھی دشمن مٹ گئے ان کے آج بھی شاتم رسوا ہیں
حاصل سرورِ دیں کو عظمت کل بھی تھی اور آج بھی ہے

ترک کرے جو سنتِ آقا ﷺ ہو جائے گا وہ گمراہ
راہِ جنت راہِ سنت ،کل بھی تھی اور آج بھی ہے

اہلِ باطل سارے بزدل، سارا عالم اس کا گواہ
اہلِ حق میں ہمت جرات کل بھی تھی اور آج بھی ہے

ان کے اسمِ مبارک سے دیوان مزین ہے میرا
میرے سخن میں جب ہی برکت کل بھی تھی اور آج بھی ہے

راہِ سنت اور شریعت اور طریقت میں مضمر
عزت راحت اور سہولت کل بھی تھی اور آج بھی ہے

جن سے وہ منسوب ہوا وہ مولیٰ کا محبوب ہوا
مجھ کو حاصل ان کی نسبت کل بھی تھی اور آج بھی ہے

نعت

عاشق کا مقصود مدینہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے
اس رستے میں مرنا جینا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

چشمِ روشن قلبِ بینا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے
الفت سے پُر میرا سینہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

ان کے فضائل ان کے خصائل سارے مسائل کا ہے حل
حبِ رسالت خلد کا زینہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

آقا ﷺ کی سنت کی الفت دنیا میں تقسیم کروں
میرے حصے میں یہ خزینہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

جس میں سوائے مسجدِ نبوی اور نہیں ہے عکس کوئی
میرا دل ایسا آئینہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اس نعمت پر جتنا بھی میں شکر کروں وہ کم ہے اثرؔ
قسمت میں زم زم کا پینا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

نعت

نبی ﷺ کی سنت کو ترک کرنا اسے طبیعت پہ بار ہو گا
جسے نبوت سے پیار ہو گا نبی ﷺ کی سنت سے پیار ہو گا

نبی ﷺ کے اسوہ پہ جو چلے گا وہ خار میں گلعزار ہو گا
نبی ﷺ کے رستے سے جو ہٹے گا وہ دونوں عالم میں خوار ہو گا

نبی ﷺ کی الفت کا گر ہے دعویٰ نبی ﷺ کی صورت میں تو بھی آجا
نبی ﷺ کی الفت ہو جس کے دل میں نبی ﷺ کا وہ پیروکار ہو گا

نبی ﷺ کا جو بھی بنے گا عاشق اور اپنے دعوے میں ہو گا صادق
نبی ﷺ کی اک اک ادا پہ ہردم وہ جان و دل سے نثار ہو گا

جو شرک و بدعت سے دور ہوں گے، جو اہلِ فہم و شعور ہونگے
نبی ﷺ کی سنت کو عام کرنا جہاں میں ان کا شعار ہو گا

نبی ﷺ کی خاطر سجی ہے جنت نبی ﷺ کے رتبے کی بات ہی کیا
نبی ﷺ کے گلشن کا خوشہ چیں بھی خزاں میں رشکِ بہار ہو گا

طریقِ اغیار کے مسافر سکونِ دل سے رہیں گے قاصر
جو رخ کو سوئے حبیب کر لیں انہی کو حاصل قرار ہو گا

خدا کے محبوب کی محبت اثرؔ ہے حبِ خدا کا زینہ
خدا کے محبوب کا محبّ ہی حبیبِ پروردگار ہو گا

نعت

رخسار پر جو باغِ نبی ﷺ کا ثمر نہیں
دراصل نخلِ عشقِ نبی ﷺ معتبر نہیں

حسنِ عمل سے عشقِ نبی ﷺ کا ہے اعتبار
دعویٰ بلادلیل کہیں معتبر نہیں

ترغیبِ اتباعِ رسالت مرا مشن
کیا یہ بھی نوعِ مدحتِ خیر البشر نہیں؟

جسم ایک خارزار ہے مثلِ شرار ہے
گر صحنِ دل میں حبِ نبی ﷺ کا شجر نہیں

اخلاص و عشقِ ہادیِ عالم ﷺ ہیں راہبر
درکار اس دیار میں کچھ مال و زر نہیں

دیدارِ شہرِ شاہِ دوعالم کے بعد اب
اشیائے دیگراں پہ ٹھہرتی نظر نہیں

روزِ جزا ہے ان کی شفاعت کا آسرا
ورنہ اثر کے پاس تو کوئی ہنر نہیں

نعت

گلستانِ شاہِ بطحاﷺ کی بہاروں کو سلام
رحمتِ عالم کے زریں آبشاروں کو سلام

دید خورشیدِ نبوت کا ملا ان کو شرف
پیش کرتا ہوں مدینے کے ستاروں کو سلام

تیری آبادی پہ محوِ رشک گلہائے چمن
اے بیابانِ عرب تیری بہاروں کو سلام

ایک ہی ہستی ہے جس پر بھیجتا ہوں میں صلوۃ
کیا ضرورت ہے کروں لاکھوں ہزاروں کو سلام

حضرتِ صدیق و فاروق اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم
رحمۃ للعالمین ﷺ کے چار یاروں کو سلام

حبِ اصحابِ نبی ﷺ بھی ہے عبادت، اس لئے
سیدِ کونین کے سب جانثاروں کو سلام

رب کے پیاروں میں شمار اس کا بھی ہوگا بالیقیں
پیش کرتا ہے اثر جو رب کے پیاروں کو سلام

نعت

جبرئیلِ امیں کے پروں سے پرے
ہے سجا مسندِ ارجمند آپ کا

قابَ قوسینِ او ادنیٰ اس کی دلیل
مرتبہ کس قدر ہے بلند آپ کا

اک طرف خوئے خندہ جبیں آپ کی
اک طرف قلبِ صد فکرمند آپ کا

آپ غنچہ دہن آپ شیریں سخن
جب ہی لہجہ ہے مانندِ قند آپ کا

آپ شمس الضحیٰ آپ بدر الدجیٰ
نور مہر و قمر سے دوچند آپ کا

آپ اُمی لقب رشکِ علم و ادب
جب ہی دیوانہ ہے عقلمند آپ کا

کیوں نہ دونوں جہانوں میں رفعت ملے
ذکر رب نے کیا ہے بلند آپ کا

جب بھی چاہوں درودوں سے دوں حاضری
در نہیں ہے کسی وقت بند آپ کا

ہر طریقے پہ قربان جانِ اثرؔ
ہر طریقہ ہے یوں دلپسند آپ کا

نعت

جو اعزازِ خصوصی ہر طرف ہے عبدِ عامی کا
یہ ادنیٰ معجزہ ہے شاہِ بطحہ ﷺ کی غلامی کا

نبی ﷺ کا ذکر کرتے ہی زباں مرطوب ہوتی ہے
اسے اعجاز کہتے ہیں نبی ﷺ کے نامِ نامی کا

کیا کرتے ہیں اس پر رشک دنیا کے سلاطیں بھی
جسے اعزاز ملتا ہے ترے در پر سلامی کا

سلامِ عاجزانہ روضۂ اقدس پہ پہنچا دے
بہت ممنون ہوں گا میں صبا جیسے پیامی کا

میں ان کو خواب میں اہلاً وسہلاً مرحبا کہہ دوں
اگر موقع میسر ہو سلامِ احترامی کا

تصور میں صلوٰۃِ حاضری جب پیش کرتا ہوں
تو لوگوں کو گماں ہوتا ہے مجھ پر خودکلامی کا

نہیں بھاتے ہیں سبزہ زارِ کاغان و مری لیکن
مدینے میں مزہ ملتا ہے مجھ کو خوش خرامی کا

سرور و کیف کی وادی میں ڈوبا دل زہے قسمت
کیا جب ذکر میں نے آپ کے اسمِ گرامی کا

نعت

ہے عام کل جہان میں چرچہ درود کا
پھیلا چہار سمت اجالا درود کا

جرأت نہیں ہے آپ سے اظہارِ عشق کی
عاشق جبھی بنا ہوں میں آقا ﷺ درود کا

سیراب اس سے کیوں نہ ہوں عشاق کے قلوب
جاری ہے جس زبان سے دریا درود کا

حسنِ عمل سے نامۂ اعمال ہے تہی
محشر میں ہے، تو صرف سہارا درود کا

دنیا نے مجھ کو شاعرِ نعتِ نبی ﷺ کہا
میرے قلم نے حرف جو لکھا درود کا

پاتا ہے دم کے دم میں دلِ مضطرب سکوں
یہ فیض ہم نے بارہا دیکھا درود کا

اس کو کبھی جلا نہیں سکتی غموں کی دھوپ
جس کو نصیب ہو گیا سایہ درود کا

دیجے ثبوت اپنی غلامی کا آپ بھی
آقا ﷺ کو پیش کیجئے تحفہ درود کا

کاندھوں پہ میرے زادِ سفر گو نہیں مگر
ہونٹوں پہ لے کے آیا ہوں توشہ درود کا

نعت

دل میں بھی کیف و سرور و نور پاتے جائیں گے
سنتِ سرکار ﷺ جو رخ پر سجاتے جائیں گے

خود اہانت کا تعفن توڑ دے گا دم کہ ہم
مدحتِ سرکار ﷺ کی خوشبو اڑاتے جائیں گے

گمرہی، سب و شتم کا لاکھ طوفاں ہو مگر
شمعِ عشقِ رسالت ہم جلاتے جائیں گے

سنتِ سرکار ﷺ کو زندہ کریں گے دہر میں
سو شہیدوں کا ثواب عشاق پاتے جائیں گے

کھا کے پتھر دی دعا جس نے ہم اس کے ہیں غلام
زخم کھاتے جائیں گے اور مسکراتے جائیں گے

عقل کے روڑے نہ اٹکیں گے پھر ان کی راہ میں
خود کو آقا ﷺ کا جو دیوانہ بناتے جائیں گے

دعویٰ ہائے عشق سے حاصل نہ ہوگا کچھ ہمیں
سنت ِ خیر الوریٰ گر ہم بھلاتے جائیں گے

آتے آتے آئیں گے اچھے خصائل دوستو
اور رزائل رفتہ رفتہ جاتے جاتے جائیں گے

کہہ اٹھے گی ہم کو دنیا بلبلِ باغِ نبی ﷺ
شاخِ مدحت پر اثرؔ یوں چہچہاتے جائیں گے

نعت

دل میں فقط نہ آتشِ الفت نہاں کرو
عشقِ رسولِ پاک ﷺ عمل سے عیاں کرو

اپناؤ پہلے سیرتِ سرکارِ دوجہاں ﷺ
پھر اس کے بعد شوق سے مدحت بیاں کرو

سرکار ﷺ کی اداؤں کو اپناؤ اس کے بعد
سرکار ﷺ کے فراق میں آہ و فغاں کرو

ہو گا تمھارا ذکر بھی عرشِ عظیم پر
گر خود کو ان کی یاد میں رطب اللساں کرو

بے جا ہے پیرویٔ زمانہ کی یہ روش
کرنا ہے تو اطاعتِ شاہِ زماں کرو

فکرِ معاش، ذکر کرنسی ہے وجہِ رنج
وردِ درودِ پاک سے دل شادماں کرو

پروانہ آئے اذنِ حضوری کا دفعۃً
کچھ یوں رواں سفینۂ اشک رواں کرو

سنت کی شاہراہ پہ ہو گامزن اثرؔ
اس طرح اپنی زیست کو رشکِ جناں کرو

نعت

آئے نہ کیوں سمٹ کر دنیا تری گلی میں
وسعت ہے ایسی شاہِ بطحہ ﷺ تری گلی میں

کیا تجھ کو نام دیں ہم، اے آفتابِ عالم
ذروں کو بھی چمکتے، دیکھا تری گلی میں

تو رشکِ صد کنول ہے، تو ساقیٔ ازل ہے
رہتا نہیں ہے کوئی، تشنہ تری گلی میں

حد ہے عنایتوں کی، بارش ہے رحمتوں کی
مجھ ایسا بدعمل بھی پہنچا تری گلی میں

ہوتا ہے دم کے دم میں تاریک دل بھی روشن
بہتا ہے نور کا وہ دریا تری گلی میں

مولیٰ نے بخش دی ہے ، بندوں کو تیری ہستی
بندوں کو مل گیا ہے، مولیٰ تری گلی میں

دل کا کوئی سوالی، واپس نہ جائے خالی
ہے دستیاب ہر اک سودا تری گلی میں

اقصیٰ کی چیخیں، کابل، بغداد کی کراہیں
لایا ہوں زخمِ دل کا توشہ تری گلی میں

یہ میری پہلی خواہش یہ آخری تمنا
جیتا تری گلی میں مرتا تری گلی میں

یہ تجربہ اثرؔ ہے وہ شام یا سحر ہے
جنت سے فوق تر ہے دنیا تری گلی میں

نعت

روشن ہے کردارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پھیلے ہیں انوارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ان آنکھوں کی ایک ہی خواہش، ان نینوں کا اک ارمان
ہو جائے دیدارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

منزلِ جنت کی ہے طلب تو میں بتلاؤں اس کا طریق
بنیئے پیروکارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہم بھی اپنے رخساروں کی ویسی ہی تزئین کریں
جیسے تھے رخسارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ایک ہی خواہش، ایک ہی ارماں ایک تمنا، اک حسرت
میں ہوں، اور دربارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہر پل ان کا ذکرِ گرامی لب پر ان کا نامِ نامی
ہردم استحضارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میں کیا، تو کیا، یہ کیا وہ کیا، ہم کیا تم کیا، اور شاعر کیا
عالم ہے سرشارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ان کی ہوش وخرد مندی کا اب تک جگ میں چرچہ ہے
جو بھی ہوئے میخوارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ساتھ یہاں بھی صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما ہمیشہ رہتے تھے
سنگ وہاں بھی یارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نعت

ہے مشک و زعفراں سے معطر تمھارا در
شمس و قمر سے بڑھ کے منور تمھارا در

اس آرزو میں کاٹ رہا ہوں میں زندگی
اے کاش دیکھ پاؤں مکرر تمھارا در

آتے ہیں صرف عشق کے مارے تمھارے پاس
پاتے ہیں صرف اہلِ مقدر تمھارا در

قربت کے بعد آئے نہ فرقت کا دن کبھی
بن جائے تاحیات مرا گھر تمھارا در

تشنہ لبوں کی پیاس بجھاتا ہے مثلِ بحر
دنیا میں بھی اے ساقیِ کوثر تمھارا در

بدکاروں پُرخطاؤں کی جائے پناہ اور
بے آسراؤں کے لئے چادر تمھارا در

رفعت تمھارے در کی اثر کیا بیاں کرے
کعبہ و لوح و عرش سے برتر تمھارا در

نعت

مال و دولت نہ وجاہت کی دعا مانگی ہے
صرف طیبہ کی زیارت کی دعا مانگی ہے

روضۂ سیدِ ابرار ہے مطلوب مرا
میں نے دنیا ہی میں جنت کی دعا مانگی ہے

پیش کرتا ہی رہوں سرورِ عالم پہ درود
ایسی پرکیف عبادت کی دعا مانگی ہے

مجھ کو دنیا میں نہیں چاہیے کوئی منصب
روزِ محشر میں شفاعت کی دعا مانگی ہے

رب کے محبوب کے سانچے میں سراپا ڈھل جائے
اس لئے عشقِ نبوت کی دعا مانگی ہے

مجھ کو درکار ہے حسانؓ کی نسبت جب ہی
میں نے سرکار کی مدحت کی دعا مانگی ہے

میرے آقا ﷺ نے شہادت کی تمنائیں کیں
اس لئے میں نے شہادت کی دعا مانگی ہے

نعت

یہ مانا دل میں ہے مخفی محبت میرے آقا ﷺ کی
مگر کم لوگ کرتے ہیں اطاعت میرے آقا ﷺ کی

بنائیں عالمِ فانی میں صورت میرے آقا ﷺ کی
ہے گر مطلوب محشر میں شفاعت میرے آقا ﷺ کی

فقط مسلم ہی کب واقف ہیں اوصافِ شہِ دیں سے
مسلّم کفر پر بھی ہے رسالت میرے آقا ﷺ کی

میں اپنی جان سے جاؤں گا آقا ﷺ کی محبت میں
کہ میری جان سے بڑھ کر ہے حرمت میرے آقا ﷺ کی

نہ ہو اظہار ظاہر سے یہ دیگر بات ہے لیکن
دلِ مومن پہ ہے اب بھی حکومت میرے آقا ﷺ کی

بغیرِ عشقِ شاہِ دوجہاں ﷺ اسلام ناقص ہے
یقیناً جزوِ ایماں ہے محبت میرے آقا ﷺ کی

باطن بولہب بوجہل بھی تصدیق کرتے تھے
مثالِ شمسِ اظہر ہے، صداقت میرے آقا ﷺ کی

جہاں میں قابلِ تقلید اور ضرب المثل اب تک
حکومت میرے آقا ﷺ کی، سیاست میرے آقا ﷺ کی

ثواب حاصل کرے گا اب وہ سو بدری شہیدوں کا
اثرؔ زندہ کرے جو آج سنت میرے آقا ﷺ کی

نعت

جب سے عطا ہوئے ہیں مجھے حاضری کے پھول
اس دن سے کھل اٹھے ہیں میری زندگی کے پھول

وہ رشکِ شاہِ وقت ہے دامن میں جس کے ہیں
سرکارِ دوجہان سے وابستگی کے پھول

جس سے مشامِ جاں ہے معطر نفس نفس
کس درجہ خوشبودار ہیں عشقِ نبی ﷺ کے پھول

اُس جانِ گلستان نے بکھرائے چارسو
شیرینیٔ کلام سے شائستگی کے پھول

دنیا بھٹک رہی تھی یہ صحرائے جہل میں
اُمّی لقب نے پیش کیے آگہی کے پھول

انسان اس سے قبل تھے غرقِ تہِ الم
اُس جانِ انبساط نے بخشے خوشی کے پھول

ناقابلِ قبول ہے دعویٰ عاشقی
دامن میں گر نہیں ہیں اثر پیروی کے پھول

غلامیٔ رسول ﷺ میں تو موت بھی قبول ہے

شناخت مومنین کی غلامیٔ رسول ﷺ ہے
غلامیٔ رسول ﷺ میں تو موت بھی قبول ہے

یہ خارِ دشتِ بدنما، کریں گے اس کی قدر کیا
جو گلستانِ کائنات کا حسین پھول ہے

حبیب کے خلاف کوئی بات بھی روا نہیں
یہ عاشقانِ دہر کا مسلّمہ اصول ہے

سمجھوتہ حرمت نبی ﷺ پہ کرلیں اہلِ حق کبھی
میں سچ کہوں کہ دشمنانِ دین کی یہ بھول ہے

خود اپنے زورِ بازو سے بدل کے رکھ دیں ہم نظام
توقعات غیر سے لگانا ہی فضول ہے

فدا ہوں جو دفاعِ عصمتِ رسول ﷺ کے لئے
اثرؔ انہی کو مقصدِ حیات کا حصول ہے

نعت

کر دو باور یہ حقیقت مجمعٔ کفار پر
مسلکِ دوٹوک واضح کر دو اب اغیار پر
ثبت کر دو اب یہ نعرہ ہر دلِ بیدار پر
شعر آویزاں کرو ہر چوک ہر دیوار پر

سر سجانا جانتے ہیں اہلِ ایماں دار پر
سر کٹانا جانتے ہیں حرمتِ سرکار ﷺ پر

تف ہے میرے دوست ایسے مغربی اقدار پر
حملہ آور پیروئے ابلیس ہو سرکار ﷺ پر
بھیجو لعنت مل کے اس آزادیٔ اظہار پر
کوئی کیوں کیچڑ اچھالے سیدِ ابرار ﷺ پر

سر سجانا جانتے ہیں اہلِ ایماں دار پر
سر کٹانا جانتے ہیں حرمتِ سرکار ﷺ پر

جو کرے تنقید کی جرأت شہِ ابرار پر
سر اچھالا جائے اس بدبخت کا تلوار پر
رحم کرنا ظلم ہے اے دوست موذی مار پر
زندگانی تلخ کر دو موت کے حقدار پر

سر سجانا جانتے ہیں اہلِ ایماں دار پر
سر کٹانا جانتے ہیں حرمتِ سرکار ﷺ پر

حیرت و افسوس ہے اس مفلس و نادار پر
کرتا ہے جو بدزبانی نبیوں کے سردار پر
بن کے ناداں تھوکتا ہے بدرِ پُرانوار پر
بدنسب انگلی اٹھاتا ہے شہِ ابرار پر

سر سجانا جانتے ہیں اہلِ ایماں دار پر
سر کٹانا جانتے ہیں حرمتِ سرکار ﷺ پر

تہمت و ہرزہ سرائی صاحبِ کردار پر
لب کشائی دوجہاں کے شاہ پر سردار پر
کاش کھل جائے حقیقت ایسے ناہنجار پر
پھینکتا ہے کنکری وہ ضیغمِ بیدار پر

سر سجانا جانتے ہیں اہلِ ایماں دار پر
سر کٹانا جانتے ہیں حرمتِ سرکار ﷺ پر

نعت

نقل آخر کس لئے کرتے ہیں آپ اغیار کی
پیروی کرنی ہے گر تو کیجئے سرکار ﷺ کی

اس پہ جیتے جی لگائیں سنتِ آقا ﷺ کا باغ
چھین لی جائے گی مرتے ہی زمیں رخسار کی

ہم غلاموں نے اطاعت کی تو آخر کیا کمال
بادشاہوں نے غلامی کی شہِ ابرار کی

کب طبیبانِ جہاں کے پاس ہے اس کا علاج
ہے دوا اذنِ حضوری ہجر کے بیمار کی

جیتے جی پورا نہ ہو گا حاضری کا خواب کیا
قبر میں لے جاؤں گا کیا حسرتیں دیدار کی؟

اہلِ ظاہر کی ستائش کی نہیں خواہش مجھے
اہلِ باطن قدر کرتے ہیں مرے اشعار کی

سیدِ ابرار کی نسبت کا ہے ادنیٰ اثرؔ
ہے پذیرائی غلامِ سیدِ ابرار کی

نعت

جو چاہو کہ دل پر ہو نازل سکینہ
کرو مدحتِ تاجدارِ مدینہ

یہی کیف و مستی یہی جام و مینا
مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ

منور منور وہ زلفوں کی بدلی
معطر معطر نبی ﷺ کا پسینہ

صدا غم اٹھاتے صدا مسکراتے
کشادہ جبیں تھی کشادہ تھا سینہ

کروں اشکِ سیلِ رواں کو سمندر
کہ صحرا میں ہے میرے دل کا سفینہ

کیا نوش جب آبِ زمزم، دعا کی
مقدر میں ہو جامِ کوثر کا پینا

بس اب وصل کی کوئی صورت ہو مولیٰ
کہ ہجرِ نبی ﷺ نے سکوں چین چھینا

ہے گر شوقِ جنت تو سنت پہ چلیے
اثرؔ راہِ سنت ہے جنت کا زینہ

نعت

ہادی برحق رہبرِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم
نقشِ قدم ہی رشکِ منزل صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت والی برکت والی جنت والی ہے بیشک
آپ کی مجلس آپ کی محفل صلی اللہ علیہ وسلم

مجھ کو بھی دیدارِ حرم ہو مجھ پر بھی وا بابِ ارم ہو
میں بھی ہوں عشاق میں شامل صلی اللہ علیہ وسلم

جامی سعدی رومی غزالی پہنچے ایک نتیجے پر
مدح سرائی آپ کی مشکل صلی اللہ علیہ وسلم

جس کی ناؤ عشقِ نبی ﷺ کے دریا میں ہو جائے غرق
اس کو کیا درکار ہو ساحل صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی صورت آپ کی سیرت آپ کا ظاہر اور باطن
بدرِ منیر و ماہِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم

ایسے مبارک دل پر اہلِ دل کی سو سو جان فدا
جس پہ کلام اللہ ہو نازل صلی اللہ علیہ وسلم

طیبہ میں تاحال مکیں ہے باسی شہر کراچی کا
آپ کے در پر چھوڑ آیا دل صلی اللہ علیہ وسلم

نعت

ہو جائے مزین وہ سرکار ﷺ کی سنت سے
گر پیار ہے عاشق کو محبوب کی صورت سے

آقا ﷺ کو تنفر ہے احداث سے بدعت سے
بیزار ہے رب جیسے غیروں کی شراکت سے

مولیٰ کی طلب ہے تو آقا ﷺ کی ڈگر چلئے
مل جائے گا مولیٰ بھی آقا ﷺ کی اطاعت سے

رنجور نہیں ہو گا تاعمر کبھی عاشق
مسرور ہوا ایسا طیبہ کی زیارت سے

گویا جو ہوئے آقا ﷺ کھل اٹھے گلستاں خود
ہیں اہلِ زباں ششدر اُمی کی بلاغت سے

اقوالِ نبوت خود پہچان لئے جائیں
مضموں کی روانی سے لفظوں کی سلاست سے

سرکار ﷺ ہیں نبیوں کے سردار حقیقت میں
اظہار ہوا اس کا نبیوں کی امامت سے

سرکار ﷺ کے دامن کو مضبوط اثرؔ تھامیں
جنت میں پہنچنا ہے گر آپ کو راحت سے

نعت

بتلائے ہیں جو عالمِ بالا نے نبی ﷺ کے
پہچانے مناقب کہاں دنیا نے نبی ﷺ کے

حسرت سے گلستان بھی تکتا رہا اس کو
بوسے جو لئے پاؤں کے صحرا نے نبی ﷺ کے

بھر بھر کے پلاتے ہیں جو مشروبِ معارف
ہر دور میں موجود ہیں میخانے نبی ﷺ کے

اسٹیج ہی پہ مدح و ستائش نہیں کرتے
جلتے ہیں غمِ عشق میں پروانے نبی ﷺ کے

مائک پہ فقط جھوم کے نعتیں نہیں پڑھتے
سر اپنا کٹا دیتے ہیں دیوانے نبی ﷺ کے

کرتے ہیں محبت میں وہی حد سے تجاوز
خستہ جو کیا کرتے ہیں پیمانے نبی ﷺ کے

پوشیدہ ہی رہتے وہ زمانے سے وگرنہ
اسرار بتائے شبِ اسریٰ نے نبی ﷺ کے

تاریخ رقم کرتے ہیں وہ عشق و وفا کی
عشاق جو پیدا کئے مولیٰ نے نبی ﷺ کے

عاشق نے تو سورج کو دکھایا ہے دیا بس
کیا کیا ہیں مقامات خدا جانے نبی ﷺ کے

کی نعت سماعت تو ملی دل سے شہادت
اشعار کہے ڈوب کے شیدا نے نبی ﷺ کے

غالب ہی رہا کرتے ہیں ہر حال میں اقبالؔ
مغلوب نہیں ہوتے ہیں مستانے نبی ﷺ کے

نعت

ہادیٔ عالم کے رستے کو یہ امت اپنائے تو
منزل زیرِ قدم آئے گی چل کے ذرا دکھلائے تو

بہہ کے سیلِ اشک میں عاشق طیبہ نگری جائے تو
ہجرِ نبی ﷺ میں اتنے آنسو کاش کوئی برسائے تو

جاں دینا پروانہ بن کر سنت پر آسان نہیں
عاشقِ ذاتِ شمعِ رسالت لاکھ کوئی کہلائے تو

دیکھے میری کیف و مستی کا عالم سارا عالم
میرے نبی ﷺ کی نعت سنا کر بزم کوئی گرمائے تو

ہے یہ دلیلِ خامیٔ عشقِ سرورِ دنیا سرورِ دیں ﷺ
راہِ سنت پر چلنے میں عاشق گر شرمائے تو

بدعت اپنی موت مرے گی مثلِ محی الدین کوئی
پرچمِ سنتِ سرورِ عالم ﷺ، عالَم میں لہرائے تو

نعت

جب گلشنِ طیبہ کو اے بادِ صبا جانا
حالِ دلِ دیوانہ آقا ﷺ کو سنا جانا

فرقت کی شبِ تیرہ پُرنور بنا جانا
مہتابِ درخشندہ کبھی خواب میں آ جانا

اے ساقیٔ کوثر عشق کا جام پلا جانا
اب اہلِ خرد کو بھی دیوانہ بنا جانا

مطلوب بقا ہے تو ہستی کو مٹا جانا
عشاقِ محمد ﷺ نے یہ رازِ فنا جانا

گر سرخروئی مطلوب ہے تم کو سرِ محشر
خوں عشقِ رسالت میں تم اپنا بہا جانا

سرکار ﷺ کی گلیاں ہوں خدام کا پھیرا ہو
اغیار کے کوچے میں عشاق کا کیا جانا

مرے تن کی دنیا تو دولت سے مزین ہے
مرے من کی دنیا بھی الفت سے سجا جانا

ایامِ حضوری تھے زائر کے لئے جنت
لمحاتِ جدائی کو عاشق نے سزا جانا

جو خاک کہ آقا ﷺ کے قدمین تلے آئی
دیدہ ورِ دنیا نے اسے خاکِ شفا جانا

محبوب رہائی کب، محبوب کے عاشق کو
محبوب ہے بس سوئے محبوبِ خدا جانا

ناموسِ رسالت پر جاں اپنی فدا کر دے
جس نے اے اثرؔ خود کو آقا ﷺ کا گدا جانا

مدینہ منورہ میں لکھی گئی نعت

اک بار مقدر سے جو آ جائے مدینہ
سو بار بھڑکتی ہے تمنائے مدینہ

پھر کیا ہوں گلستانِ مدینہ کی بہاریں
جب رشکِ گلستان ہے صحرائے مدینہ

جاگوں تو مدینے کے تصور میں رہوں گم
سو جاؤں تو پھر خواب میں آ جائے مدینہ

ہے مجھ کو تلاش ایسے طیورانِ حرم کی
عاشق کو جو اک آن میں پہنچائے مدینہ

آقا ﷺ کا رکھا نام ہوا ایسا زباں زد
تاریخ میں گم ہو گئے اسمائے مدینہ

اس شخص کی آنکھیں بھی اثرؔ دید کے قابل
اللہ تعالیٰ جسے دکھلائے مدینہ

نعت

پھر کیوں نہ ہو عشاق کا مطلوب مدینہ
محبوبِ دوعالم کو ہے محبوب مدینہ
راغب ہی نہیں ہوتا کسی اور طرف دل
اس درجہ مجھے ہو گیا مرغوب مدینہ
میں خواب سے بیدار ہوا نعرہ لگاتے
ہے خوب بہت خوب بہت خوب مدینہ
آتے ہیں گدا بن کے زمانے کے سبھی شاہ
اک شاہِ زمانہ سے ہے منسوب مدینہ
محبوب کی خاطر ہے یہ وہاب کا تحفہ
دراصل ہے اک نعمتِ موہوب مدینہ
ہو جائے مدینے کی زیارت تو بجھے پیاس
ہے تشنگیٔ دید کا مشروب مدینہ
سانسوں کے تسلسل سے نہیں فائدہ کوئی
آنکھوں سے اگر ہو گیا محجوب مدینہ

مدینہ منورہ سے واپسی پر جذبات کا اظہار

جامِ فرقت پیئے خونِ ارماں کئے
ہم مدینے سے واپس روانہ ہوئے
قلب خستہ لئے دل شکستہ لئے
ہم مدینے سے واپس روانہ ہوئے

شامِ انوارِ طیبہ جو ڈھلنے لگی
روشنی تیرگی میں بدلنے لگی
گل ہوئے یوں ہمارے دلوں کے دیئے
ہم مدینے سے واپس روانہ ہوئے

دل میں موجود تھی اک عجب سی چبھن
شہرِ محبوب کا چھوڑنا تھا کٹھن
تاکہ پھر حاضری ہو فقط اس لئے
ہم مدینے سے واپس روانہ ہوئے

چشمِ عشاق مثلِ سمندر رہی
دل کی خواہش مگر دل کے اندر رہی
بے کلی دیکھئے بے بسی دیکھئے
ہم مدینے سے واپس روانہ ہوئے

ہوں نہ فریاد و نالہ خلافِ ادب
عظمتِ سرورِ انبیاء ﷺ کے سبب
دل میں طوفان تھا پر لبوں کو سیئے
ہم مدینے سے واپس روانہ ہوئے

آرزو تھی کہ طیبہ میں مدفن بنے
تاکہ اپنی لحد رشکِ گلشن بنے
پر اثرؔ آرزو کا جنازہ لئے
ہم مدینے سے واپس روانہ ہوئے

نعت

میں نے کب آرزو کی حکومت ملے — میں نے کب جستجو کی امارت ملے
اک تمنا ہے، دربارِ سرکار ﷺ میں — بار بار حاضری کی سعادت ملے

اس بشر سا کوئی بھی مبارک نہیں — یہ حقیقت ہے اس میں کوئی شک نہیں
جس کی قسمت میں ہو کوچۂ شاہِ دیں ﷺ — جیتے جی اس کو دنیا میں جنت ملے

حق یہ ہے روضۂ خاتم المرسلیں — رشکِ لوح و قلم رشکِ عرشِ بریں
دیں جہاں حاضری جبرئیلِ امیں — کیوں نہ اس سرزمیں کو یہ رفعت ملے

عقل والے کبھی جان سکتے نہیں — عظمتِ عاشقِ شافعِ المذنبیں
کیوں نہ کہلائے گا پھر وہ شاہِ زمیں — جس کو شاہِ زماں کی محبت ملے

آرزو، شوق، ارماں، تمنا، دعا — خواہش و کاوش و کوشش و مدعا
سوئے طیبہ چلوں کوئے طیبہ چلوں — واں سکونت ملے یا شہادت ملے

میری قسمت بھی اے کاش بیدار ہو — سرورِ دین و دنیا کا دیدار ہو
جیتے جی گر سعادت یہ ممکن نہیں — اک نظر خواب ہی میں زیارت ملے

بادشاہت حکومت ریاست نہیں
مال و دولت وجاہت امارت نہیں
ایک ہی حرص تھی میرے سرکار ﷺ کی
ساری انسانیت کو ہدایت ملے

بند بیت المقدس کی ہوں سسکیاں
کفر لینے لگے آخری ہچکیاں
اس نبیِ ملاحم ﷺ کی مانند گر
اہلِ ایماں کو شوقِ شہادت ملے

پاس حسنِ عمل تو نہیں ہے مگر
بس اسی آس پر جی رہا ہے اثرؔ
کام ہم عاصیوں کے بھی بن جائیں گے
روزِ محشر جو ان کی شفاعت ملے

نعت

قلم کار کے قلبِ خستہ میں عشقِ رسالت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
اگر شعر گوئی کا مقصود آقا ﷺ کی مدحت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

نماز اور روزہ جہاد اور صدقہ کے بے شک فضائل مسلم ہیں لیکن
اگر قلب میں جاں سے بڑھ کر نبی ﷺ کی محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

زباں میٹھی میٹھی سخن پیارے پیارے، بہت دلنشیں ہیں یہ نعرے تمھارے
مگر عاشقو! سرورِ دوجہاں جیسی سیرت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

کرو لاکھ دنیا کو تسخیر لیکن کرو لاکھ عقبیٰ پہ تقریر لیکن
جو سردارِ دنیا و عقبیٰ کی شکل و شباہت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

نہ ہو سوئے طیبہ جو دل کا سفینہ، یہ جینا بھی ہے کوئی جینے میں جینا
اگر زندگانی میں شاہِ مدینہ کی سنت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

نوافل، تہجد یہ تسبیح و تہلیل ، ہواؤں میں ہو جائیں گے سارے تحلیل
سرِ حشر گر شافع المذنبیں کی شفاعت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

نہ دجال مرزائے ملعون سا کوئی ناموسِ آقا ﷺ پہ ہو حملہ آور
غلاموں کا منشور تحفیظِ ختمِ نبوت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

یہ پُرنور باتیں یہ پُرسوز نعتیں یہ بیدار راتیں مبارک ہوں لیکن
اگر ہر عمل میں شہِ دوسرا کی اطاعت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

نعت

گمراہی کی دھوپ ڈھلی ہے ابرِ ہدایت چھایا ہے
ہادیٔ عالم آیا ہے لو ہادیٔ عالم آیا ہے

طٰہٰ، یٰسں، ہادیٔ برحق جس کو رب نے بتایا ہے
ناز نہ کیوں قسمت پہ کروں میں ایسا رہبر پایا ہے

جو کچھ میں نے پایا ہے وہ عشقِ نبی ﷺ سے پایا ہے
عشق نبی ﷺ ہے میرا حاصل، عشقِ نبی ﷺ سرمایہ ہے

فخر کے قابل اس کی غلامی رشک کے قابل اس کی قید
سرورِ عالم شاہِ زماں کا جس نے منصب پایا ہے

ہر بدعت سے دور رہو تم ہر بدعت ہے گمراہی
ہر گمراہی دوزخ میں ہے آقا ﷺ نے فرمایا ہے

رب کی محبت مل جائے گی عشقِ نبوت کے صدقے
اس سے ملنا میری خواہش جس نے رب سے ملایا ہے

ایسا عاشق کیوں نہ چمکتا سارے عالم میں جس نے
تاج و تختِ ختمِ نبوت دنیا میں چمکایا ہے

اس کی محبت اس کی الفت سب کے لئے تسکینِ جاں
جس نے اثرؔ توحید کا پرچم عالم میں لہرایا ہے

سلام بحضور سرورِ عالم ﷺ

سلام اس پر کہ جس نے پرچمِ اسلام لہرایا
سلام اس پر خدا کا دین جس نے جگ میں پھیلایا
سلام اس پر کہ بھائی چارگی قائم ہوئی جس سے
سلام اس پر کہ امنِ عالمی دائم ہوئی جس سے
سلام اس پر کہ جو امی لقب تھا جانِ مکتب تھا
سلام اس پر کہ بھوکوں کو کھلانا جس کا مشرب تھا
سلام اس پر کسی حرص و ہوس میں جو نہیں آیا
سلام اس پر جو دھمکی دھونس، خاطر میں نہیں لایا
سلام اس پر تنِ تنہا جو طوفاں کے مقابل تھا
سلام اس پر کہ موجِ تند میں جو رشکِ ساحل تھا
سلام اس پر بتوں کو جس نے کعبے سے نکالا تھا
سلام اس پر کہ جس کے پاس وحدت کا اجالا تھا
سلام اس پر جو ختم الانبیاء تھا رشک آدم تھا
سلام اس پر جو باہمت سپہ سالارِ اعظم تھا

سلام اس پر کہ وقفِ جہد جس نے زندگانی کی
سلام اس ذات پر جس نے دلوں پر حکمرانی کی
سلام اس پر کہ جس نے دشمنوں کی میزبانی کی
سلام اس پر کہ جس نے قاتلوں پر مہربانی کی
سلام اس پر کہ جس کے خُلق کی قرآں گواہی دے
سلام اس پر کہ چرواہوں کو جو آدابِ شاہی دے
سلام اس پر جسے بے چین رکھتی فکر امت کی
سلام اس پر کہ جس کے پاس تھی کنجی شفاعت کی
سلام اس پر کہ کوسوں دور تھا جو عیش و عشرت سے
دمِ رخصت، علالت میں، عبادت کی جماعت سے
ثنا اس ذات کی جو باعثِ تخلیقِ عالم ہے
سلام اس پر جو اکرم ہے مکرم ہے معظم ہے
درود اس پر کہ جس کو عرش پر رب نے بلایا تھا
سلام اس پر جسے اللہ نے جلوہ دکھایا تھا
درود اس پر جسے صدیق رضی اللہ عنہ سا ساتھی میسر تھا
سلام اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسوں کا جو رہبر تھا
درود اس پر کہ تھے داماد عثمان و علی رضی اللہ عنہما جس کے
سلام اس پر کہ تھے نجمِ ھدیٰ ساتھی سبھی جس کے

سلام اس پر جو منصف تھا سلام اس پر جو عادل تھا
سلام اس پر جو قابل تھا سلام اس پر جو کامل تھا

سلام اس پر کہ دندانِ مبارک جس کے ٹوٹے تھے
احد میں خوں کے فوارے جبیں سے جس کی پھوٹے تھے

سلام اس پر طلاقیں بیٹیوں کی جس نے سہہ ڈالیں
مگر باتیں جو حق تھیں نرغۂ باطل میں کہہ ڈالیں

سلام اس پر کہ بدبختوں نے جس پر سنگ برسائے
سلام اس پر کہ جو لب پر نہ حرفِ بددعا لائے

سلام اس پر کہ جو شعبِ ابی طالب میں تھا محصور
سلام اس پر کہ دبنا کفر سے جس کو نہ تھا منظور

سلام اس پر رہا جو عمر بھر بیزارِ مال و زر
سلام اس پر لڑا جو پیٹ پر باندھے ہوئے پتھر

سلام اس پر کہ جس نے کھیل کر خود جاں پہ ہجرت کی
سلام اس پر رقم کی جس نے اک تاریخ جرأت کی

سلام اس پر اثرؔ جس نے کیا نافذ شریعت کو
سلام اس پر کہ تنہا مات دے دی اکثریت کو

سلام اس پر کہ جو واقف تھا مارِ موذی کے شر سے
سلام اس پر یہودی کو نکالا جس نے خیبر سے

سلام اس پر کہ جس نے توڑ ڈالے تھے رباب و چنگ
سلام اس پر کہ جس نے تین سو تیرہ سے جیتی جنگ

سلام اس پر کہ جس کا ذوق احیٰ ثم اُقتل تھا
سلام اس پر برائے عالمِ انساں جو مشعل تھا

سلام اس پر کہ جس نے شوکتِ کفار کو توڑا
سلام اس پر وراثت میں بھی جس نے اسلحہ چھوڑا

سلام اس پر حیا و شرم کی جس نے ادائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے ماؤں بہنوں کو ردائیں دیں

سلام اس پر کہ جس نے شرک و بدعت کو کچل ڈالا
سلام اس پر کہ رسمِ جاہلیت کو مسل ڈالا

سلام اس پر کہ جس نے عصبیت کی خو مٹا ڈالی
سلام اس پر کہ جس نے سود کی میت اٹھا ڈالی

سلام اس پر جو آیا راگ باجے کے مٹانے کو
سلام اس پر جو آیا جہل کی دیوار ڈھانے کو

سلام اس پر اثرؔ لاکھوں جو حقدارِ سلامی ہے
سلام اس پر نجاتِ دائمی جس کی غلامی ہے

نعت

پُر فضا ہے دل کا منظر سبز گنبد دیکھ کر
پُرسکوں ہے قلبِ مضطر سبز گنبد دیکھ کر

خوشبوئے شہرِ شہِ بطحا سے دل ہے باغ باغ
ہے مشامِ جاں معطر سبز گنبد دیکھ کر

پھول، کلیاں، رنگ، خوشبو، ہمسفر ہیں ان دنوں
گلستاں ہے دل کے اندر سبز گنبد دیکھ کر

گر پڑے سجدے میں سب کے سب بتانِ رنگ و بو
کہہ اٹھے اللہ اکبر سبز گنبد دیکھ کر

کھا رہا ہوں من و سلویٰ، بن کے اب اہلِ بہشت
پی رہا ہوں جامِ کوثر سبز گنبد دیکھ کر

تلخی و ترشی سے بیگانہ ہوا اپنا مزاج
ہو گیا شیریں و خوشتر سبز گنبد دیکھ کر

تیرگی سے دور کی بھی اب شناسائی نہیں
ہو گئیں آنکھیں منور سبز گنبد دیکھ کر

رنج و غم درد و الم سب کچھ عجم میں رہ گئے
زرد چہرے بھی ہیں اخضر سبز گنبد دیکھ کر

ساری دنیا میری خوش بختی پہ محوِ رشک ہے
بن گیا ایسا مقدر سبز گنبد دیکھ کر

اس سے پہلے نعت گوئی سے اثرؔ تھا نابلد
بن گیا لیکن سخن ور سبز گنبد دیکھ کر

نعت

ہے غیر ممکن کہ لائے دنیا خلوص خیرالانام ایسا
قعود ایسے رکوع ایسا سجود ایسے قیام ایسا

لذیز و پر کیف زندگی ہو، حرم میں ہر سال حاضری ہو
پڑھوں میں روضے پہ ہو کے حاضر درود ایسا سلام ایسا

ادیب و شعراء کو بھی بلایا، نہ کوئی قرآں کی مثل لایا
عرب کو جس نے عجم بنایا حضور ﷺ لائے کلام ایسا

گیا زمانہ وہ تیرگی کا، کہ آ گیا دور روشنی کا
نصیب جاگ اٹھا آدمی کا دیا نبی ﷺ نے نظام ایسا

نہ پیروی سے وہ جاں چھڑائے، نشہ نہ غفلت کا اس پہ چھائے
جو نوش کر لے وہ ہوش پائے نبی ﷺ کی الفت کا جام ایسا

CS CamScanner

جبھی درخشاں ہے رنگِ فطرت، جبھی زمانہ ہے محوِ حیرت
کہ چشمِ عالم نے ان سے پہلے نہ دیکھا ماہِ تمام ایسا

شہِ مدینہ پہ جان و دل سے، فدا تھے ایسے بلالِ حبشیؓ
نہ کوئی گزرا ہے ایسا آقا ﷺ نہ کوئی دیکھا غلام ایسا

اثرؔ غلامی کا گر ہے دعویٰ، تو اس نصیحت کو یاد رکھنا
کہ جس سے آقا ﷺ کو رنج پہنچے نہ کرنا کوئی بھی کام ایسا

نعت

دامنِ فکر و نظر ہے تار تار
کیا بتاؤں اے اثرؔ بے اختیار
چپکے چپکے ہولے ہولے بار بار
دل کی طیبہ طیبہ طیبہ ہے پکار

ہو گئی ہے چشم جب سے اشکبار
چھا گئی ہے رحمتِ پروردگار
آ گئی ہے دیدہ و دل میں بہار
دل کی طیبہ طیبہ طیبہ ہے پکار

پھر رہا ہوں اس لگن میں کو بہ کو
زندگی کی ایک ہی ہے آرزو
کاش بن جائے وہاں اپنا مزار
دل کی طیبہ طیبہ طیبہ ہے پکار

ہے نظر میں گلشنِ طیبہ کا پھول
دل گیا ہے ساری رنگینی کو بھول
ذکرِ کاغان و مری ہے ناگوار

دل کی طیبہ طیبہ طیبہ ہے پکار

گھل رہا ہوں الفتِ دربار میں
جی رہا ہوں فرقتِ سرکار ﷺ میں
ہو رہا ہوں حاضری کو بے قرار
دل کی طیبہ طیبہ طیبہ ہے پکار

کروٹیں لیتا ہے شوقِ حاضری
سدِ راہِ شوق اپنی بے بسی
ہو گئے مجبور دل سے جاں نثار
دل کی طیبہ طیبہ طیبہ ہے پکار

نعت

صدا آتی ہے میرے قلبِ خستہ قلبِ مضطر سے
مری آنکھیں ہوں روشن گلشنِ طیبہ کے منظر سے

صحابہ رضی اللہ عنہ نے پیا تھا ساقیٔ کوثر کے ساغر سے
مثال ابرِ رحمت جب ہی دنیا بھر میں وہ برسے

انہیں تشبیہ دوں تو کس طرح میں ماہ و اختر سے
کہ ضو خورشید نے پائی نبی ﷺ کے روئے انور سے

منور قلب ہوتا ہے درودِ پاک سے میرا
مطہر نطق ہوتی ہے نبی ﷺ کے ذکرِ اطہر سے

اسے محفوظ کر لیتے صحابہ رضی اللہ عنہم عطر کی صورت
پسینہ جو نکلتا آپ ﷺ کے جسمِ معطر سے

موحد ہو گئے حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب
تو محفل گونج اٹھی نعرۂ اللہ اکبر سے

کوئی کیا قصۂ بازارِ طائف بھول سکتا ہے
کیا اک پھول کو مجروح بدبختوں نے پتھر سے

کہ سیلِ اشک میں بہتے ہوئے طیبہ پہنچ جائیں
ہماری آنکھ ہجرِ مصطفیٰ ﷺ میں اس قدر برسے

نعت

جیتے جی کاش یہ منظر میں سہانا دیکھوں
روضۂ اقدسِ سرکارِ زمانہ دیکھوں

جانے کب پاؤں گا تعبیرِ حضوری آقا ﷺ!
خواب میں روز سفینے کو روانہ دیکھوں

گلشنِ شاہِ مدینہ کو میں پاؤں جنت
خارِ طیبہ کو میں رشکِ گلِ رعنا دیکھوں

ان کے الطاف سے بدکار بھی محروم نہیں
ان کی رحمت کو زمانے میں یگانہ دیکھوں

ساری دنیا کے دِوانے ہیں دِوانے لیکن
صرف دیوانۂ آقا ﷺ کو سیانہ دیکھوں

آنکھ میں گنبدِ خضریٰ کی بسی ہے تصویر
قلب میں عشقِ رسالت کا خزانہ دیکھوں

عہدِ مغلوبیتِ دینِ مبیں دیکھا ہے
کاش اسلام کے غلبے کا زمانہ دیکھوں

نعت

وہ کیا شاہوں کے پھر دربار دیکھے
جو طیبہ کے در و دیوار دیکھے

نظر آئے اسے کیا رونقِ دہر
جو شہرِ نور کے انوار دیکھے

جو دیکھا گلشنِ طیبہ تو جانا
مری ، کاغان سب بے کار دیکھے

جسے ہو دیکھنا دنیا میں جنت
شہِ ابرار ﷺ کا دربار دیکھے

سخن حسان رضی اللہ عنہ کا ہو جس کے آگے
وہ کیا ہم ایسوں کے اشعار دیکھے

جو محبوبِ خدا خود ناخدا ہوں
تو عاشق کیوں نہ بیڑا پار دیکھے

رہیں سرکار ﷺ پر جس کی نگاہیں
وہ کیونکر جانبِ اغیار دیکھے

جو پیارے آقا ﷺ کا بن جائے پیارا
وہ پیارے مولیٰ کا پھر پیار دیکھے

یہی چشمِ اثرؔ کا مدعا ہے
مسلسل روضۂ سرکار ﷺ دیکھے

نعت

توحیدِ خدا، عشقِ محمد ﷺ کا امیں ہے
یہ قلبِ مسلمان ہے زرخیز زمیں ہے
ظاہر میں یہ جیسا بھی ہو باطن میں حسیں ہے
اس بات کا اب آ گیا دنیا کو یقیں ہے
غافل ہے مسلمان مگر مردہ نہیں ہے

مومن کہ اک معمہ بنا ہے جہان میں
گو پڑھتا نہیں سال کے یہ درمیان میں
ہوتا ہے کامیاب مگر امتحان میں
غمگین اسی بات پر شیطانِ لعیں ہے
غافل ہے مسلمان مگر مردہ نہیں ہے

بُنیان یہ مرصوص ہے کفار کے آگے
بِک سکتا نہیں سِکّوں کی جھنکار کے آگے
جھک سکتا نہیں یہ کبھی اغیار کے آگے
اللہ کے دربار میں خم اس کی جبیں ہے
غافل ہے مسلمان مگر مردہ نہیں ہے

گو نصف صدی ہو گئی یلغار ہے اس پر
ناکارہ مگر اب بھی ہر اک وار ہے اس پر
ڈالرز کی برسات بھی بے کار اس پر
طاغوتِ زمانہ بھی بہت اس پہ حزیں ہے
غافل ہے مسلمان مگر مردہ نہیں ہے

ہرگز نہ بگاڑے کوئی آئین کی صورت
ناقابلِ برداشت ہے توہین کی صورت
کرگس پہ جھپٹتا ہے یہ شاہین کی صورت
اب اس کی نگاہوں میں ہر اک دشمنِ دیں ہے
غافل ہے مسلمان مگر مردہ نہیں ہے

سیکھیں تمیز گفتگو کی مرد و زن تمام
بن جائیں عاصمات بھی شیریں سخن تمام
ہو جائیں ہوشیار دریدہ دہن تمام
دنیا کا پرستار بھی عقبیٰ کے قریں ہے
غافل ہے مسلمان مگر مردہ نہیں ہے

بوقتِ حاضریٔ دربارِ رسالت مآب

جذبات کا اظہار

بصد خلوص، بصد احترام حاضر ہے
تمھارے در پہ تمھارا غلام حاضر ہے

بہت سے اولیا و متقین کے ہمراہ
سیاہ کار بھی لے کر سلام حاضر ہے

نہیں ہے توشہ مرے پاس، ساقیٔ کوثرؐ!
مری طرف سے درودوں کا جام حاضر ہے

پھر ایک ننگِ بشر اور بدتر از انعام
دیارِ نور میں خیرالانام! حاضر ہے

شرف حضوری کا پایا ہے اب کہ جسم کے ساتھ
گو اپنے دل سے تو خادم مدام حاضر ہے

جو بادشاہ ہیں کرتے اس فقیر پہ رشک
کہ تیرے روضے پہ بن کر غلام حاضر ہے

تو اس کی شب بھی درخشاں ہے آفتاب کی مثل
تمھارے شہر میں جو صبح و شام حاضر ہے

نہیں ہے دفترِ اعمالِ صالحہ لیکن
حضور ﷺ! اشکوں کا یہ اژدھام حاضر ہے

نعت

عازمینِ حج کو یوں حسرت سے تکتا رہ گیا
چل دیئے وہ مسکرا کر میں سسکتا رہ گیا

وہ کہ جیتے جی رسائی پا گئے منزل تلک
اور میں راہِ تخیل میں بھٹکتا رہ گیا

یہ وفورِ شوق کی تقصیر ہے میری نہیں
جانے کیا جوشِ جنوں میں آج بکتا رہ گیا

گل تبسم کے اُدھر کھِلتے مہکتے ہی رہے
اشک کا موتی اِدھر رخ پر ڈھلکتا رہ گیا

اوپر اوپر حوصلوں کی برف رکھی تھی مگر
اندر اندر لاوائے مجبوری پکتا رہ گیا

گلستانِ قلبِ خاکستر بہ یک چشمِ زدن
شعلۂ شوقِ حضوری یوں بھڑکتا رہ گیا

یا تو پھر کوئے حرم چل یا تو پھر ملکِ عدم
جاں پھڑکتی رہ گئی اور دل دھڑکتا رہ گیا

رفتہ رفتہ زائریں رخصت ہوئے سب اور میں
چپکے چپکے مثل بچوں کے بلکتا رہ گیا

کہہ گئے زائر کریں گے حاضری کی ہم دعا
ایک جگنو بر شبِ تیرہ چمکتا رہ گیا

باوجودِ کوششِ ضبطِ غمِ ہجراں اثرؔ
آپ کی آنکھوں کا پیمانہ چھلکتا رہ گیا

امتِ مسلمہ کے جوانو!

امتِ مسلمہ کے جوانو سنو ، یہ جوانی ، یہ قوت ہے کس کام کی
جبکہ آقا ﷺ کی حرمت نہ محفوظ ہو، ہم غلاموں کی عزت ہے کس کام کی

بطن اپنا مسلمان بھرتا رہے، اور اللہ کا دین مٹتا رہے
کارِ سرکار ﷺ پر جو نچھاور نہ ہو، ایسی دولت ہے ثروت ہے کس کام کی

طالبِ علمِ دین اور دنیا سنو ، علم امی لقب پر فدا گر نہ ہو
ایسی تعلیم کا پھر ہے کیا فائدہ ، ایسا علم ایسی حکمت ہے کس کام کی

میری تُـجّـار مومن سے درخواست ہے، گر اہانت شہِ دیں کی برداشت ہے
کتنے گھاٹے کا سودا ہے خود سوچ لو، ایسی صنعت ہے حرفت ہے کس کام کی

جو صحافت کے شعبے سے منسوب ہیں، میرے سرکار ان کے بھی محبوب ہیں
گر نہ اظہارِ حق ایسے موقع پہ ہو، خود بتائیں صحافت ہے کس کام کی

فوج رینجرز پولیس کے دوستو ، سب وزیرو سفیرو مشیرو سنو
دندناتے پھریں یوں ہی گستاخ تو ، ایسی قوت وجاہت ہے کس کام کی

شاعروں اور ادیبوں سے یہ عرض ہے، ان کے ذمہ نبوت کا اک قرض ہے
کرنا امت کو بیدار اب فرض ہے ،ورنہ ان کی بلاغت ہے کس کام کی

غیر تو غیر ہیں خود تمھارے یہاں ، سرورِ دوجہاں پر اٹھیں انگلیاں
رہبرو! یہ قیادت ہے کس کام کی، حکمرانوں حکومت ہے کس کام کی

مدحِ ماہِ عرب میں ہو کیونکر عجم، گر نہ کر پاؤ آقا ﷺ کی عظمت رقم!
کس مرض کی دوا ہے تمھارا قلم ، اے اثرؔ یہ فصاحت ہے کس کام کی

گستاخِ نبی ﷺ کی ایک سزا

سب اہلِ محبت اہلِ وفا
سنیں غور سے اک عاشق کی نوا
ہے فیصلہ ساری امت کا
اب ہر دلِ مسلم کی ہے صدا
گستاخِ نبی ﷺ کی ایک سزا
سر تن سے جدا سر تن سے جدا

اس پر ہی عمل ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا
یہی فعل ہمارے آبا کا
یہ حکم ہے ربِ کعبہ کا
نہیں اس میں لچک اے دوست ذرا
گستاخِ نبی ﷺ کی ایک سزا
سر تن سے جدا سر تن سے جدا

ممتاز ہو یا پھر عامر ہو
صوفی یا فاسق و فاجر ہو
قربان نبی ﷺ کی خاطر ہو
مٹ جائے نشانِ اہلِ جفا
گستاخِ نبی ﷺ کی ایک سزا
سر تن سے جدا سر تن سے جدا

گو پشت پہ اس کی باطل ہے
گستاخِ نبی ﷺ تو بزدل ہے
توہین کرے اب مشکل ہے
وہ جرم سے پہلے سوچے گا
گستاخِ نبی ﷺ کی ایک سزا
سر تن سے جدا سر تن سے جدا

عام عشقِ نبی ﷺ کی جولانی
بیدیؔ ہو کہ اخترؔ شیرانی
حتیٰ کہ ہے قولِ گیلانی
قانون نہیں اب بدلے گا
گستاخِ نبی ﷺ کی ایک سزا
سر تن سے جدا سر تن سے جدا

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے

(یہ نظم شیخ طریقت عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ کے ایک مشہور شعر کی تضمین کرتے ہوئے لکھی گئی ہے۔)

ہیں یوں تو بے شمار، ریاضت کے راستے
پر مستند وہی ہیں شریعت کے راستے
پہنچیں خدا تلک جو محبت کے راستے
نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

عشاق اب بھی کیفِ مسلسل کا جام لیں
گر سنتِ رسول ﷺ کو مضبوط تھام لیں
دینے لگیں صدائیں، سعادت کے راستے
نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

مٹ جائیں دارِ فانی کے رنج و الم بھی آج
کر لیں مجاہدہ جو رہِ حق میں ہم بھی آج
کھل جائیں بے شمار ہدایت کے راستے

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

قلب و نظر بچایئے ، ڈاڑھی بڑھایئے
ٹخنوں سے اپنے پائنچے اوپر اٹھایئے
خوش کیجئے نبی کو اطاعت کے راستے

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

دی ہے خدائے پاک نے خود اس کی اطلاع
محبوبِ حق بناتی ہے سنت کی اتباع
ملتا ہے مولیٰ، عشقِ رسالت کے راستے

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

اپناتے ہیں جو سیرتِ خیر الانام لوگ
کرتے ہیں سنتوں کا جہاں اہتمام لوگ
از خود ہی بند ہوتے ہیں بدعت کے راستے

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

شیطان اور نفس کی راہوں کو چھوڑ دیں
یعنی ہم آج بھی جو گناہوں کو چھوڑ دیں
ہم پر کھلے ہوئے ہیں ولایت کے راستے
نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

گر چاہتے ہیں دل میں خدا کو بسایئے
حسنِ بتاں سے اپنی نگاہیں بچایئے
جاتا ہے دل ، نظر کی خیانت کے راستے
نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

سرشار مومنین ہوں فکرِ مآل سے
روکا مہِ صیام میں کچھ یوں حلال سے
منزل لذیذ تر ہو، مشقت کے راستے
نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

☆.....☆.....☆

فضیلتِ سنتِ سرکارِ دو عالم ﷺ

جو محبوبِ خدا کی دوستو صورت بناتا ہے
خدا کو بھی پھر اس کی اس ادا پر پیار آتا ہے
جو رخ پر سنتِ سرکار ﷺ کا سبزہ اُگاتا ہے
تو اس کے صحنِ دل میں باغِ ایماں لہلہاتا ہے
مرے سرکار ﷺ کو ہوگی اذیت ترکِ سنت سے
بھلا عاشق کبھی محبوب کا دل بھی دکھاتا ہے
عمل جب پیش ہوگا کیا کہیں گے سرورِ عالم ﷺ
کہ میرا امتی ہو کر بھی تو ڈاڑھی منڈاتا ہے
اسی کی روح روشن ہے، منور ہے اسی کا دل
کہ جو رخسار کو انوارِ سنت سے سجاتا ہے
گرو نانک کے پیرو سے سبق لے استقامت کا
ہمیں اک مذہب باطل بھی آئینہ دکھاتا ہے
بنا لے صاحب روضہ سی صورت اور سیرت بھی
یہ مانا روضۂ اطہر پہ تو ہر سال جاتا ہے

جو عہدِ پُر فتن میں زندہ کر دے ایک سنت کو
ثواب اس پر یقیناً سو شہیدوں کا وہ پاتا ہے

زمانے بھر کے عاقل اس کو آنکھوں پر بٹھاتے ہیں
اثرؔ جو خود کو شاہِ دیں ﷺ کا دیوانہ بناتا ہے

☆......☆......☆

دربارِ نبی ﷺ سے

پیغام ہوا نشر ہے دربارِ نبی سے
جو جتنا قریں ہو گیا اطوارِ نبی سے
نزدیک ہوا اتنا ہی دربارِ نبی سے

احکام کی حلت ہوئی اقرارِ نبی ﷺ سے
احکام کی حرمت ہوئی انکارِ نبی ﷺ سے
کُل دین ملا ہے ہمیں دربارِ نبی سے
جو جتنا قریں ہو گیا اطوارِ نبی سے
نزدیک ہوا اتنا ہی دربارِ نبی سے

جو اہلِ اطاعت ہوا، عظمت ہے اسی کی
جو تابعِ سنت ہوا عزت ہے اسی کی
دستور چلا ہے یہی دستارِ نبی سے
جو جتنا قریں ہو گیا اطوارِ نبی سے
نزدیک ہوا اتنا ہی دربارِ نبی سے

کب عشق میں آگے کوئی باتوں سے بڑھا ہے
سرکار کا رُتبہ کہیں نعتوں سے بڑھا ہے
شعراء کو بھی عزت ملی اشعارِ نبی سے

جو جتنا قریں ہو گیا اطوارِ نبی سے
نزدیک ہوا اتنا ہی دربارِ نبی سے

جب خیر الانام آئے تو دم توڑ گیا شر
بس دیکھتے ہی دیکھتے دنیا تھی منور
وہ نور کا دریا بہا کردارِ نبی سے
جو جتنا قریں ہو گیا اطوارِ نبی سے
نزدیک ہوا اتنا ہی دربارِ نبی سے

تم خود ہی کہو، اس میں ہے کیا، تم کو کوئی شک
سرکار کے رخسار پہ تھی ریشِ مبارک
رخساء ملاؤ ذرا رخسارِ نبی سے
جو جتنا قریں ہو گیا اطوارِ نبی سے
نزدیک ہوا اتنا ہی دربارِ نبی سے

جب واجبِ تقلید ہیں آقا کے مکارم
پھر شوکتِ اسلام کی تحریک ہے لازم
ملتا ہے سبق آج بھی تلوارِ نبی سے
جو جتنا قریں ہو گیا اطوارِ نبی سے
نزدیک ہوا اتنا ہی دربارِ نبی سے

اُترا نہیں ان جیسا حسیں کوئی زمیں پر
خورشید بھی قربان ہے آقا کی جبیں پر
عالم کہ یہ معمور ہے انوارِ نبی سے
جو جتنا قریں ہو گیا اطوارِ نبی سے
نزدیک ہوا اتنا ہی دربارِ نبی سے

کیں فاتحِ مکہ نے آخر عفو خطائیں
دشمن کے لئے آپ نے مانگی ہیں دُعائیں
تاریخ مجلّٰی ہوئی ایثارِ نبی سے
جو جتنا قریں ہو گیا اطوارِ نبی سے
نزدیک ہوا اتنا ہی دربارِ نبی سے

سنت پر چلو

گر غلامِ شاہِ بطحا ہو تو سنت پر چلو
دعوے دارِ عشقِ مولیٰ ہو تو سنت پر چلو

پیروئ شافعِ محشر ہے سامانِ نجات
گر شفاعت حشر میں چاہو تو سنت پر چلو

شرط ہے محبوب کے نقشِ قدم کی اتباع
رب کا گر محبوب بننا ہو تو سنت پر چلو

نعت گوئی، جلسۂ سیرت، مبارک ہو مگر
واقعی آقا ﷺ کے شیدا ہو تو سنت پر چلو

نارِ دوزخ سے جو بچنا ہو تو بدعت چھوڑ دو
باغِ جنت کی تمنا ہو تو سنت پر چلو

کس قدر آسان ہے اے دوستو راہِ بہشت
جنت الفردوس چلنا ہو تو سنت پر چلو

گلشنِ سرکار کی خوشبو بسا لو روح میں
مشک کی صورت مہکنا ہو تو سنت پر چلو

بعد مرنے کے تو پا ہی جاؤ گے خلدِ بریں
جیتے جی جنت اگر چاہو تو سنت پر چلو

دعوے عشقِ رسول ﷺ کے

کرتے نہیں ہیں پیروی آقا ﷺ کی بھول کے
دعوے تو سب ہی کرتے ہیں عشقِ رسول کے

ساز و ادا تو خوب ہے سوزِ دروں نہیں
گلدستہ جیسے ہو بنا خوشبو کے پھول کے

ہنگامہ شور و غل ہے حقیقت نہیں مگر
جیسے کوئی غبارہ ہواؤں سے پھول کے

سنت کا باغ رُخ پہ سجایا نہیں مگر
کہلا رہے ہیں ''خیر سے'' عاشق رسول کے

محبوب کے مذاق سے ہی نابلد ہیں ہم
قابل نہیں ہے عشق ہمارا قبول کے

جو جی میں آئے کرتے ہیں عشاق آج کل
پابند کب ہیں حبِ نبی کے اُصول کے

سنت کی شاہراہ تو مثلِ بہشت ہے
بدعت کی وادیوں میں ہیں کانٹے ببول کے

اب چاہیے نبی پہ پڑھیں ہم درودِ پاک
از خود ہی دور ہوں گے یہ جھگڑے فضول کے

گوارہ کر نہیں سکتا

شہِ جن و بشر پر شر ، گوارا نہیں کر سکتا
کہ حملہ ذاتِ عالی پر گوارا نہیں کر سکتا

گو اپنی ذات پر تو ہر ستم سہ جائے گا مسلم
مگر تنقید آقا ﷺ پر گوارا کر نہیں سکتا

چبھے سرکار کے پیروں میں گر کانٹا بھی تو مومن
سلامت رکھے اپنا سر، گوارا کر نہیں سکتا

دلِ نقادِ آقا ﷺ کی شقاعت، قابلِ ماتم
کہ ایسی بات تو پتھر گوارا کر نہیں سکتا

رہے گو زیرِ خنجر سر مرا، تسلیم ہے لیکن
عقیدت پر چلے نشتر ، گوارا کر نہیں سکتا

نشانہ رطب و یابس کا بنائے شاہِ بطحا کو
وہی جو خود پہ خشک و تر گوارا کر نہیں سکتا

خود اپنی موت کو روباہِ بزدل نے پکارا ہے
کہ یہ للکار، شیرِ نر گوارا کر نہیں سکتا

میں اپنی جان لٹا سکتا ہوں ناموسِ رسالت پر
مگر گستاخیِ سرور، گوارا کر نہیں سکتا

امام الانبیاء کی شانِ اقدس میں یہ بے باکی
صحافت اس قدر خود سر گوارا کر نہیں سکتا

اثرؔ میں جسمِ خاکی کو تو کر سکتا ہوں زیرِ خاک
مگر گردِ رُخِ انور گوارا کر نہیں سکتا

مت کرو مجبور ہم کو

تُف ہے اہلِ دہر اس آزادیٔ اظہار پر
بد عمل کیچڑ اچھالے سیدِ ابرار ﷺ پر
اب خدائی فیصلے کے منتظر ہیں اہلِ حق
حملہ آور پیروئے ابلیس ہے سرکار پر
فرض ہے فی الفور امراضِ اہانت کا علاج
قرض ہے یہ اِک ، غلامانِ شہِ ابرار پر
ہستیٔ پُرنور کی توہین پر خوں روئے گا
پیش ہو گا شاتم ختم الرسل جب نار پر
کر رہے ہیں ہم زباں پر اور قلم پر اکتفا
مت کرو مجبور ہم کو زور پر تلوار پر
پھر مقابل اہلِ حق کے ، ملتِ واحد ہے کفر
ہے جبھی چشمِ عنایت موت کے حق دار پر
احتجاجِ عالمِ اسلام ہے فطری عمل
شیر نر بپھرے نہ کیوں ،روباہ کی للکار پر

حالِ ہمدردانِ ملت ماورائے فہم ہے
تند خو اپنوں کے حق میں ، رحم دل اغیار پر

میرے بازو، میرا سر، جب تک سلامت ہے اثرؔ
کوئی کیوں انگلی اٹھائے گا مرے سرکار پر

☆......☆......☆

CS CamScanner

نذرانۂ عقیدت

بحضور صحابۂ کرام

رضی اللہ عنہم اجمعین

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بنائیں جس کو ہر سفر میں شاہِ دین ہمسفر
وہ اولین راہرو وہ اولین ہمسفر
وہ بہترین جانشیں وہ بہترین ہمسفر
یہاں وہاں اِدھر اُدھر گلی گلی نگر نگر

جہاں جہاں حضور ﷺ ہیں وہیں وہیں وہ خوش نظر
ہے مصطفیٰ ﷺ کا ہمسفر ابوبکرؓ ابوبکرؓ

وہ پاک نفس و پارسا تھا دینِ حق سے قبل بھی
بتوں کو کب وہ پوجتا تھا دینِ حق سے قبل بھی
کہ ہر برائی سے بچا تھا دینِ حق سے قبل بھی
ہری تھی شاخ پہلے ہی نہ آتے اس پہ کیوں ثمر

جہاں جہاں حضور ﷺ ہیں وہیں وہیں وہ خوش نظر
ہے مصطفیٰ ﷺ کا ہمسفر ابوبکر ابوبکر رضی اللہ عنہ

دینار رب کے دین پر جو چالیس ہزار دے
جو غزوۂ تبوک میں متاعِ کل کو وار دے
جو باغِ دینِ مصطفیٰ ﷺ کو خون سے نکھار دے
ہے صدق جس کا مشتہر، ہے عشق جس کا معتبر
جہاں جہاں حضور ہیں وہیں وہیں وہ خوش نظر
ہے مصطفیٰ ﷺ کا ہمسفر ابوبکرؓ ابوبکرؓ

وہ نائبِ رسول ﷺ تھا رسول ﷺ کا رفیق تھا
عتیق اس کا تھا لقب، وہ قلب کا رقیق تھا
حلیم و مہربان تھا کریم تھا شفیق تھا
مزاج میں وہ عکسِ شاہِ دوسرا تھا سربسر
جہاں جہاں حضور ﷺ ہیں وہیں وہیں وہ خوش نظر
ہے مصطفیٰ ﷺ کا ہمسفر ابوبکر ابوبکر رضی اللہ عنہ

برائے حق جو مومنین کو ہمیشہ پیار دے
برائے حق جو ظالموں کی گردنیں اتار دے
برائے حق جو جان و دل نبیؐ حق پہ وار دے
وہ جانثارِ شاہِ دیں ﷺ فدائے شاہِ بحر و بر

جہاں جہاں حضور ﷺ ہیں وہیں وہ خوش نظر
ہے مصطفیٰ ﷺ کا ہمسفر ابوبکر ابوبکر رضی اللہ عنہ

وہ دولتِ حبیبِ رب لئے تھا غارِ ثور میں
تھے محوِ خواب آقا ﷺ لب سیئے تھا غارِ ثور میں
زیارتِ نبی ﷺ کا خم پیئے تھا غارِ ثور میں
قمر کی گود میں چھپا تھا آفتاب رات بھر

جہاں جہاں حضور ﷺ ہیں وہیں وہ خوش نظر
ہے مصطفیٰ ﷺ کا ہمسفر ابوبکر ابوبکر رضی اللہ عنہ

ڈسا جو موذی جانور نے پاؤں میں عتیق کے
تو اشک کے گہر گرے جبین پر رفیق کے
لگایا جب لعابِ دھن زخم پر صدیق کے
تھا جس قدر وہ کرب میں، ملا سکوں اسی قدر

جہاں جہاں حضور ہیں وہیں وہ خوش نظر
ہے مصطفیٰ ﷺ کا ہمسفر ابوبکر ابوبکر رضی اللہ عنہ

اکملت لکم دینکم پہ وہ ہوا ملول بھی
فراقِ شاہِ دوسرا تھا کب اسے قبول بھی
وہ باغِ حق کا پھول بھی وہ عاشقِ رسول ﷺ بھی
ہے اس کی خوشبو آج تک جہان میں نگر نگر
جہاں جہاں حضور ہیں وہیں وہ خوش نظر
ہے مصطفیٰ ﷺ کا ہمسفر ابوبکر ابوبکر رضی اللہ عنہ

صدیق رضی اللہ عنہ اس کا نام تھا صداقت اس کا کام تھا
کہ بعدِ انبیاء وہی تو اخیرالانام تھا
وہ صدق کا نظام تھا وہ عشق کا امام تھا
قلم میں اتنا دم کہاں کہ لکھے شانِ بوبکر رضی اللہ عنہ
جہاں جہاں حضور ہیں وہیں ہیں وہ خوش نظر
ہے مصطفیٰ ﷺ کا ہمسفر ابوبکر ابوبکر رضی اللہ عنہ

عظمتِ صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما

ہمدمِ سرکار صدیق و عمر رضی اللہ عنہما
حاضرِ دربار صدیق و عمر رضی اللہ عنہما

حسن سے بھرپور سرکارِ جہاں صلی اللہ علیہ وسلم
عشق سے سرشار صدیق و عمر رضی اللہ عنہما

سب صحابہ رضی اللہ عنہم ہی خدا کے لاڈلے
سب کے ہیں سردار صدیق و عمر رضی اللہ عنہما

جاں فدا کرنے کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر
ہر نفس تیار صدیق و عمر رضی اللہ عنہما

کشتیٔ دینِ مبیں کے ناخدا
برسرِ منجدھار صدیق و عمر رضی اللہ عنہما

جن کا رشتہ رب سے ہے مضبوط تر
ان کے رشتہ دار صدیق و عمر رضی اللہ عنہ

حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ
سب کے یارِ غار صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ

کل بھی تھے شاہِ زماں کے ہمنشیں
آج بھی ہیں جار صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ

چشمِ باطل میں کھٹکتے ہیں اثر
اب بھی مثلِ خار صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ

☆......☆......☆

عمر رضی اللہ عنہ کا نام

اسلام کے عمود میں شامل عمر رضی اللہ عنہ کا نام
ہے داخلینِ خلد میں داخل عمر رضی اللہ عنہ کا نام

تحریر کیا کرے کوئی اوصاف آپ کے
ہے آبِ زر سے لکھنے کے قابل عمر رضی اللہ عنہ کا نام

لیتی ببانگِ دہل ہے اسمِ عمر رضی اللہ عنہ زباں
جھپتا ہے چپکے چپکے مرا دل عمر رضی اللہ عنہ کا نام

فاروق رضی اللہ عنہ ہی تھے فارِق مابین حق و بطل
گویا بھنور کے درمیاں ساحل عمر رضی اللہ عنہ کا نام

نادان ہیں وہ جو کرتے ہیں تنقید آپ رضی اللہ عنہ پر
لیتے ہیں احترام سے عاقل عمر رضی اللہ عنہ کا نام

انصاف اور عدل کی تاریخ ہیں عمر ؓ
تاریخ میں ہے منصف و عادل عمر ؓ کا نام

آتا ہے یاد دبدبہ اسلام کا اسے
سنتے ہی کانپ جاتا ہے باطل عمر ؓ کا نام

ابلیس ان کی راہ میں آئے تو کس طرح
ابلیس کے لئے تو ہے قاتل عمر ؓ کا نام

اصحاب ؓ بالعموم بھی ہیں جبکہ کالنجوم
پھر کس لئے نہ ہو مہِ کامل عمر ؓ کا نام

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

کہاں ممدوح، کیا مدحت، کہاں وہ ہیں کہاں ہم ہیں
کہ وہ تو منتخب ہیں مستجب ہیں، اور منعم ہیں
وہی رشکِ ملائک ہیں، وہ فخرِ ابنِ آدم ہیں
کہ اب جن کے مناقب جاننے والے بھی کم کم ہیں
امیر المومنیں حضرت عمر فاروقِ اعظم ہیں

اثر ان کے مقدر پر زمیں فرحاں فلک شاداں
وہ جب ایمان لائے تو فلک پر تھے مَلک شاداں
جو ان کے ماننے والے ہیں وہ ہیں اب تلک شاداں
مصیبت، آزمائش میں جو مستحکم ہیں بے غم ہیں
امیر المومنیں حضرت عمر فاروقِ اعظم ہیں

وہ ایسے پیکرِ جرات وہ ایسے صاحبِ ہمت
وہ جب اسلام لائے مل گئی اسلام کو شوکت
انہیں دنیا میں فرمایا گیا ہے صاحبِ جنت
مقدس ہیں معزز ہیں مشرف ہیں مکرّم ہیں
امیر المومنیں حضرت عمر فاروقِ اعظم ہیں

جو کل تھا عدلِ فاروقی وہ اب منشورِ عالَم ہے
اثرؔ ان کی عدالت آج تک مشہور عالَم ہے
کہ قانونِ عمرؓ خود شاملِ دستورِ عالَم ہے
برائے رہروانِ عدل وہ رہبر مسلّم ہیں
امیر المومنیں حضرت عمر فاروقِ اعظم ہیں

سوا بوبکر کے اُن سا مقرب کوئی گر ہوتا
تو کیونکر پھر یہ ارشادِ شہِ جن و بشر ہوتا
نبی ﷺ ہوتا جو میرے بعد کوئی تو عمر ہوتا
ہوا ثابت، مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے آپ محرم ہیں
امیر المومنیں حضرت عمر فاروقِ اعظم ہیں

☆......☆......☆

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

کس طرح ہو تذکرہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا
کیا بتاؤں مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا

سر قلم کرنے گئے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم بنے
کیا عجب ہے واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا

تخم جو بوئے دعاؤں کے شہِ لولاک نے
جلد ہی ثمرہ ملا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا

گو زمیں پر لائے تھے اسلام لیکن دوستو
آسماں پر جشن تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا

ہیبت ایمان کچھ ایسی کہ خود ابلیس بھی
چھوڑ دیتا راستہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا

گو انہیں گزرے ہوئے چودہ صدی گزری مگر
آج بھی ہے دبدبہ حضرت عمر فاروق ؓ کا

قوتِ طاغوت ہو گی لرزہ براندام پھر
نام تو لیجے ذرا حضرت عمر فاروق ؓ کا

مقتدی عثمان و حیدر، اور معاویہ سے ہیں
اور نبی ﷺ ہے مقتدا حضرت عمر فاروق ؓ کا

بارہا وحی الٰہی سے ہوئی تائیدِ رائے
ہے خدا خود ہمنوا حضرت عمر فاروق ؓ کا

خود کہا آقا ﷺ نے میرے بعد گر ہوتا نبی ﷺ
بالیقیں وہ نام تھا حضرت عمر فاروق ؓ کا

لاکھ اثر روشن کرے حرفِ عقیدت کے چراغ
حق نہیں ہو گا ادا حضرت عمر فاروق ؓ کا

CamScanner

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

محورِ جود و سخا عثمان بن عفان ہیں
پیکرِ شرم و حیا عثمان بن عفان ہیں

جن کو ذی النورین رضی اللہ عنہ کا خود شاہ ﷺ نے بخشا خطاب
ایسے خوش قسمت گدا عثمان بن عفان ہیں

بعد جن کے آج تک ہیں اہلِ ایماں منتشر
وہ شہیدِ بے خطا عثمان بن عفان ہیں

نارِ دوزخ سرد ہو کیونکر نہ ان کو دیکھ کر
نورِ چشمِ مصطفیٰ ﷺ عثمان بن عفان ہیں

جن کی مظلومی کا شاہد خود کلام اللہ ہے
وہ مجاہد باوفا عثمان بن عفان ہیں

جو خدائے پاک سے راضی ہیں ہر ہر حال میں
جن سے راضی ہے خدا عثمان بن عفان ہیں

جن کے نقشِ پا ہیں رشکِ منزلِ مقصود وہ
رہنمائے رہنما عثمان بن عفان ہیں

خوش نصیب و خوش مزاج و خوش مذاق و خوشنما
خوش خصال و خوش ادا عثمان بن عفان ہیں

☆......☆......☆

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

زباں زد زمانے میں جرأت علی رضی اللہ عنہ کی
مسلّم ہے جگ میں شجاعت علی رضی اللہ عنہ کی

مقدم نہیں گر خلافت علی رضی اللہ عنہ کی
رضا اس میں شامل ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

وہ دلدادۂ علم و شعر و ادب بھی
ہے معروف اب تک ظرافت علی رضی اللہ عنہ کی

وہ اطفال میں سب سے پہلے مسلماں
کہ ہے قابلِ رشک قسمت علی رضی اللہ عنہ کی

نہیں تاج کا احتیاج اہلِ حق کو
دلوں میں ہے اب تک حکومت علی رضی اللہ عنہ کی

کٹہرے میں آ کر کھڑے ہو گئے خود
ہے معروف اب تک عدالت علی ﷛ کی

وہ شیرِ خدا فاتحِ جنگِ خیبر
کرے کس طرح کوئی مدحت علی ﷛ کی

ابوبکر و فاروق و عثمان ﷢ سب سے
محبت علی ﷛ کی، رفاقت علی ﷛ کی

شہادت سعادت ہے مومن کے حق میں
شہادت ہے اس پر شہادت علی ﷛ کی

صحابہ ﷛ کی تنقیص ممکن نہیں ہے
ہے گر دل میں موجود الفت علی ﷛ کی

بتوں کا ہے دشمن خدا کا ولی ہے
اثرؔ جس کو حاصل ہے نسبت علی ﷛ کی

CS CamScanner

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

وہ جن سے ہدایت پھولی پھلی
وہ باغِ شہِ بطحاؐ کی کلی
صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ

وہ جن سے شامِ شرک ڈھلی
اور بادِ نسیم صبح چلی
صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ

تاریک شبِ طاغوتی میں
اسلام کی جن سے شمع جلی
صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ

تو نقشِ قدم پر ان کے چل
اللہ کا گر بننا ہے ولی
صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ

گستاخ تفرقہ ڈالتے ہیں
ہے یاری سب میں اچھی بھلی
صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ

یہ عشقِ نبی ﷺ کا ہے صدقہ
الفت جو یہاں آپس میں پلی
صدیق رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ

جب چاروں کو یکجا دیکھا
ابلیس نے رخ پر خاک ملی
صدیق رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ

سر اپنے سب نے پیش کئے
یوں دین پہ جو آفت تھی ٹلی
صدیق رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ

امی عائشہ رضی اللہ عنہا

عیش سے بیزار امی عائشہ رضی اللہ عنہا
زہد کا معیار امی عائشہ رضی اللہ عنہا
مونس و دلدار امی عائشہ رضی اللہ عنہا
عاشقِ سرکار ﷺ امی عائشہ رضی اللہ عنہا
ہیں حُمیریٰ طاہرہ و طیبہ
صاحبِ کردار امی عائشہ رضی اللہ عنہا
درمیانِ نار ان کے ناقدیں
تحتھا الانہار امی عائشہ رضی اللہ عنہا
انحصارِ دیگراں ان پر گراں
اس قدر خوددار امی عائشہ رضی اللہ عنہا
جہل کی تاریکیوں سے مستقل
برسرِ پیکار امی عائشہ رضی اللہ عنہا
حافظہ قولِ رسولِ پاک ﷺ کی
ناشرِ انوار امی عائشہ رضی اللہ عنہا

آپ ہی کی بیٹیاں پھرنے لگیں
ہو کے اب تیار امی عائشہ رضی اللہ عنہا

ماؤں بہنوں پر ہوا ہے کارگر
میڈیا کا وار امی عائشہ!

ایک بیٹے کی طرف سے ہوں قبول
مدح کے اشعار امی عائشہ!

☆......☆......☆

شانِ معاویہ رضی اللہ عنہ

ہے ماورائے فکر جہانِ معاویہ رضی اللہ عنہ
پھر کس طرح بیان ہو شانِ معاویہ رضی اللہ عنہ

علم و عمل، خلوص و وفا، عشق و معرفت
سودائے دل سے پُر ہے دکانِ معاویہ رضی اللہ عنہ

اصحاب تھے ہی عاشقِ صادق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
قربانِ جانِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہے جانِ معاویہ رضی اللہ عنہ

یادِ خدا میں غرق ہے قلبِ سلیم اور
ذکرِ خدا سے رطب لسانِ معاویہ رضی اللہ عنہ

وہ خاندانِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرد ہیں
خلدِ بریں نہ کیوں ہو مکانِ معاویہ رضی اللہ عنہ

ہر آن دشمنانِ شریعت کے واسطے
تیار رہتے تیر و کمانِ معاویہ رضی اللہ عنہ

"مَن آذیٰ لی ولی" سے بھی لیتے نہیں سبق
کتنے جری ہیں ایذارسانِ معاویہ رضی اللہ عنہ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

دشمن پہ تیری آج بھی ہیبت معاویہ!
اے پیکرِ حمیت و جرأت معاویہ!
دل میں بڑھی مزید عقیدت! معاویہ!
لکھنے جو بیٹھا سیرتِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
رکھ دی ہے رب نے ذکرِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شیرینی
جب ہی میں پا رہا ہوں حلاوت! معاویہ
خوشحالی و ترقی و توسیع کی بہار
ہے یادگار تیری امارت معاویہ!
پھرتا رہا تو بہرِ شہادت تمام عمر
دشمن بھی دیں گے اس کی شہادت معاویہ!
گمراہ ان کی رہبری سے راہ پا گئے
گویا کھلی کتابِ ہدایت معاویہ رضی اللہ عنہ
کبر و ریا و بغض عداوت سے مجتنب
اخلاص و عجز و عشق و محبت معاویہ رضی اللہ عنہ
مدحت کے پھول خدمتِ عالی میں پیش ہیں
پائی اثر نے بھی یہ سعادت! معاویہ!

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

شایانِ شان ہو یہ دعا کر رہا ہوں میں
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ثنا کر رہا ہوں میں

ذکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ ہے بہرحال روشنی
تقسیم دہر میں یہ ضیاء کر رہا ہوں میں

کہتے ہیں جن کو کاتبِ وحیِ کلام پاک
بحرِ سخن کو ان پہ فدا کر رہا ہوں میں

اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے عشق ہے جبھی
اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کر رہا ہوں میں

دی ہے سند حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، اصحابی کالنجوم
نجمِ ھدیٰ کو راہنما کر رہا ہوں میں

جو رشکِ ماہتاب ہیں جو رشکِ آفتاب
پیش ان کے سامنے یہ دیا کر رہا ہوں میں

جرنیلِ دینِ حق کا ادا حق ہو کیا اثرؔ
توصیف کر کے گویا خطا کر رہا ہوں میں

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

رکھ دیئے ہیں صحرا میں چار سو سجا کے پھول
گلستانِ آقا ﷺ نے دہر میں کھلا کے پھول
بوبکر عمر عثماں تا علی معاویہ رضی اللہ عنہم
خوشبوئیں لٹاتے ہیں باغِ مصطفیٰ ﷺ کے پھول
جانتے نہیں حرص و طمع و غرض کا نام
دامنِ صحابہ رضی اللہ عنہ میں ہیں فقط وفا کے پھول
ڈوب کر عقیدت میں حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ
پیش کر رہا ہوں میں آج پھر ثنا کے پھول
گلشنِ صحابہ رضی اللہ عنہ کو مدحتوں سے مہکایا
دیکھتے ہیں یوں مجھ کو آج مسکرا کے پھول
لق و دق ہے اک صحرا خارزار ہر جانب
دیکھئے گلستاں کو اک نظر ہٹا کے پھول
کیوں نہ پھر اُڑے خوشبو حشر تک امارت کی
بیس برسوں تک مہکے ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پھول
جب آقا ﷺ کی خوشبو بس گئی صحابہؓ میں
سُونگھ لیں چمن سے آپ کوئی سا اٹھا کے پھول

☆......☆......☆

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ

جان بھی قربان، میرا دل بھی بیمارِ حسین رضی اللہ عنہ
میں زہے قسمت ہوں خاکِ پائے دربارِ حسین رضی اللہ عنہ

اہلِ حق کے واسطے وہ پھول کی مانند تھے
اہلِ باطل کے لئے قاتل تھی تلوارِ حسین رضی اللہ عنہ

سر جھکانے سے گریزاں سر کٹانے پر مصر
دے رہے ہیں اہلِ دل انجام اب کارِ حسین رضی اللہ عنہ

جو حسینی ہیں وہ اس سنت کو بھی زندہ کریں
تھی مزین ریشِ نورانی سے رخسارِ حسین رضی اللہ عنہ

اکتفا گفتار پر کرتے ہیں اکثر عاشقیں
آج اپناتا نہیں ہے کوئی کردارِ حسین رضی اللہ عنہ

خوں گرا جوں ہی زمیں پر آپ پہنچے خلد میں
کیا کہوں کتنی سبک ہے دوست! رفتارِ حسین رضی اللہ عنہ

ہاں صحابہؓ سب کے سب آپس میں تھے شیر و شکر
بوبکر، فاروق، اور عثمان رضی اللہ عنہم سب یارِ حسین رضی اللہ عنہ

آپ کا دشمن نبی ﷺ کا دوست ہو سکتا نہیں
درحقیقت حق سے ہے بیزار، بیزارِ حسین رضی اللہ عنہ

جان دینا دین پر دستور دیوانوں کا ہے
دے رہی ہے درس یہ دنیا کو دستارِ حسین رضی اللہ عنہ

ہوں گے خاکستر یقیناً خارزارِ ظلم و جبر
تا قیامت لہلہائے گا چمن زارِ حسین رضی اللہ عنہ

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

نور وہ سرکار ﷺ سے حاصل کیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے
ساری دنیا کو منور کر دیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے

آسماں بھی وجد میں تھا اور زمیں بھی مست تھی
جھوم کر جامِ شہادت جب پیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے

اپنی جاں پر کھیل کر اس عہد کی تکمیل کی
عہد جو سرکارِ عالی سے کیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے

ساری دنیا میں اسے پھیلا دیا خوشبو کی مثل
درس جو آقا ﷺ سے الفت کا لیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے

خواب میں بھی بادشاہوں کو نہ حاصل ہو سکی
ایسی کی قدرِ امام الانبیاء اصحاب رضی اللہ عنہم نے

صورتِ عشاقِ حاضر کب جلائے قمقمے
خون سے روشن کیا حق کا دیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے

عشق کے طوفان کا تھا پاسباں حدِ ادب
پیشِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہونٹوں کو سیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے

چشم سے چشمے ہوئے جاری خدا کے دین کے
اس طرح چشمِ مبارک سے پیا اصحاب رضی اللہ عنہم نے

صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم

پرستارِ خدا ہیں ہم صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہؓ کے گدا ہیں ہم صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہؓ پر فدا ہیں ہم صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہ رضی اللہ عنہم حق کے تارے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہ رضی اللہ عنہم رب کے پیارے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
وہ ایماں کے منارے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہ رضی اللہ عنہم سارے عادل ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہ رضی اللہ عنہم سب ہی کامل ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہ رضی اللہ عنہم مرگِ باطل ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے رہبر ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہ رضی اللہ عنہم رشکِ خاور ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہ رضی اللہ عنہم پر نچھاور ہیں صحابہ پر فدا ہیں ہم
صحابہ رضی اللہ عنہم دیں کی عظمت ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہ رضی اللہ عنہم نورِ سنت ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم
صحابہ رضی اللہ عنہم اہلِ جنت ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم پر فدا ہیں ہم

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

ہاتھ پر کب ہاتھ میرے دوستو دھرتے تھے وہ
قلب تھا ایمان سے پُر بطن کب بھرتے تھے وہ
قادرِ مطلق کی یکتا ذات سے ڈرتے تھے وہ
ایک اللہ کے لئے جیتے تھے وہ مرتے تھے وہ
درد کو سہتے تھے لیکن اف نہیں کرتے تھے وہ

ایک ہی دن میں ہوئے اصحاب رضی اللہ عنہم جب ستر شہید
اس سعادت پر بہت ہی شادماں تھا ہر شہید
بے کفن دفنا دیئے روزِ احد اکثر شہید
ایک اللہ کے لئے جیتے تھے وہ مرتے تھے وہ
درد کو سہتے تھے لیکن اف نہیں کرتے تھے وہ

سربلندی دین کی اصحاب رضی اللہ عنہم کو مقصود تھی
حبِ دنیا اور کراہت موت کی مفقود تھی
جان دینے کی تمنا قلب میں موجود تھی
ایک اللہ کے لئے جیتے تھے وہ مرتے تھے وہ
درد کو سہتے تھے لیکن اف نہیں کرتے تھے وہ

کچھ تو تھے ان میں مہاجر اور کچھ انصار تھے
باوجودِ فاصلہ اک دوسرے کے یار تھے
پھول تھے اپنوں کے حق میں، غیر پر تلوار تھے
ایک اللہ کے لئے جیتے تھے وہ مرتے تھے وہ
درد کو سہتے تھے لیکن اف نہیں کرتے تھے وہ

کاروانِ مصطفیٰ ﷺ کے راہرو اصحاب رضی اللہ عنہم تھے
درمیانِ بحرِ عالم گوہرِ نایاب تھے
دینِ حق پر جان دینے کے لئے بے تاب تھے
ایک اللہ کے لئے جیتے تھے وہ مرتے تھے وہ
درد کو سہتے تھے لیکن اف نہیں کرتے تھے وہ

☆......☆......☆

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

اہلِ ہنر صحابہ رضی اللہ عنہم اہلِ نظر صحابہ رضی اللہ عنہم
شب ہائے تیرگی میں نورِ سحر صحابہ رضی اللہ عنہم

اغیار کے مقابل سینہ سپر صحابہ رضی اللہ عنہم
آپس میں رحمدل اور شیر و شکر صحابہ رضی اللہ عنہم

سائے میں جس کی اب تک بستے ہیں اہلِ ایماں
ہیں گلستانِ حق کا ایسا شجر صحابہ رضی اللہ عنہم

جیسے کہ اک اشارے سے ہو گیا قمر شق
آقا کو چاہتے تھے یوں ٹوٹ کر صحابہ رضی اللہ عنہم

ایمان والا ہم کو گردانتے نہیں وہ
ہم ایسے بے عمل سے ملتے اگر صحابہ رضی اللہ عنہم

تب جا کے آج تک ہے بیدار نورِ سنت
مثلِ چراغ جلتے تھے عمر بھر صحابہ رضی اللہ عنہم

اے کاروانِ باطل تو کیوں بھٹک رہا ہے
ہیں آسمانِ حق پر روشن قمر صحابہ رضی اللہ عنہم

اس درجہ آفتابِ نبوی کی قدردانی
ثابت ہوا جہاں پر، ہیں دیدہ ور صحابہ رضی اللہ عنہم

شمع کے گرد جیسے پروانے سربکف ہوں
کچھ اس طرح فدا تھے سرکار ﷺ پر صحابہ رضی اللہ عنہم

مٹتا نہیں بتوں کا نام و نشاں جہاں سے
ہوتے نہیں خدا پر قربان گر صحابہ رضی اللہ عنہم

تھی جان سے بھی بڑھ کر حبِ رسولِ انور ﷺ
خطروں سے کھیلتے تھے یوں بے خطر صحابہ رضی اللہ عنہم

اصحاب کی محبت حاصل ہے زندگی کا
روحِ اثرؔ صحابہ جانِ جگر صحابہ

شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

نبی ﷺ ہیں سمندر کنارے صحابہ رضی اللہ عنہم
نبی ﷺ چاند ہیں تو ستارے صحابہ رضی اللہ عنہم

ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
وہ محبوبِ رب کے دلارے صحابہ رضی اللہ عنہم

انسؓ، زیدؓ، طلحہؓ، بلالؓ و قتادہؓ
وہ شیر و شکر پیارے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم

ہدایت ملے جس کے پیچھے چلیں ہم
ستاروں کی مانند سارے صحابہ رضی اللہ عنہم

ہے گفتار شیریں تو کردار روشن
عجب نور کے ہیں منارے صحابہ رضی اللہ عنہم

نہ آنچ آنے دیں اک صحابی رضی اللہ عنہ پہ بھی ہم
ہمیں جان سے بڑھ کے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم

محبت کا مفہوم ہم کو سکھایا
ہیں رہبر ہمارے، ہمارے صحابہ رضی اللہ عنہم

ادا کردیا حقِ عشقِ رسالت
کہے عقلِ حیران، وا رے صحابہ رضی اللہ عنہم

ہے سایہ فگن آسمانِ نبوت
اثرؔ چاند سورج ستارے صحابہ رضی اللہ عنہم

مظفر ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

خورشید کی مانند جو اظہر ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم
انوارِ رسالت سے منور ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

مفتوح ہیں مردود ہیں اسلام کے دشمن
منصور ہیں فاتح ہیں مظفر ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

امت کے لئے کل بھی وہ پیمانۂ حق تھے
امت کے لئے آج بھی رہبر ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

خوشبو سے جبھی ان کی مہکتا ہے زمانہ
عشقِ شہِ بطحا ﷺ سے معطر ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

ہر ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا موقف کہ ہے برحق
حق بات تو یہ ہے سبھی حق پر ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

ان جیسی کوئی ہستیٔ پاکیزہ کہاں اور
طاہر ہیں مطہر ہیں مطہّر ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

اسلام کے تابندہ درشندہ فلک پر
خورشید ہیں سرکار ﷺ تو اختر ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

سمائے دل کے انجم ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم
گلِ حق کا تبسم ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

میں گم ہوں حبِ اصحابِ نبی رضی اللہ عنہم میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں گم ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

لٹایا جان و تن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر
نہیں وقفِ تکلم ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

تصور بغض کا آپس میں کب ہے
ترحم ہی ترحم ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

یقیناً پیکرِ حق الیقیں اور
گریزانِ توہم ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

کوئی زہد و قناعت ان سے سیکھے
کہ بیزارِ تنعُّم ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

ملے بندوں کو کیونکر حقِ تنقید
رضی اللہ عنہم ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

جو رشکِ مہر ہے آقا ﷺ کی ہستی
تو مثلِ ماہ و انجم ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

جو سچ پوچھو تو بحرِ دینِ حق میں
اثرؔ وجہِ تلاطم ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

نبی ﷺ کا عشق اسنادِ صحابہ رضی اللہ عنہم
لہو سے سرخ رودادِ صحابہ رضی اللہ عنہم

بیک لحظہ ہی پاتی تھی رسائی
بسوئے عرش فریادِ صحابہ رضی اللہ عنہم

نہیں تھے مال و اسباب و محلات
تھی زادِ آخرت زادِ صحابہ رضی اللہ عنہم

مدد وہ مانگتے تھے اک خدا سے
خدا کرتا تھا امدادِ صحابہ رضی اللہ عنہم

نہیں ہے اس میں کوئی شبہ و شک
کہ بدقسمت ہیں نقادِ صحابہ رضی اللہ عنہم

محاذِ جنگ پر جانے کو بے تاب
رہا کرتی تھی اولادِ صحابہ رضی اللہ عنہم

جسے کہتے ہیں ہم ایماں کی بستی
وہ ہے تاحال آبادِ صحابہ رضی اللہ عنہم

رسول اللہ کے راوی مصدِق
حدیثِ پاک ارشادِ صحابہ رضی اللہ عنہم

عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ رضی اللہ عنہم سے وفا حبِ نبی ﷺ ہے
تقاضا عشقِ آقا ﷺ کا یہی ہے
نبی ﷺ کا عشق ہے گر تیرے دل میں
صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت لازمی ہے
ہے جس کے قلب میں بغضِ صحابہ رضی اللہ عنہم
بہت بدبخت ایسا آدمی ہے
صحابہ رضی اللہ عنہم کامل و اکمل مکمل
کمی ہے گر تو ناقد میں کمی ہے
تھے راہِ راست پر سارے صحابہ رضی اللہ عنہم
یقیناً فہمِ اعدا میں کجی ہے
فدایانِ نبی ﷺ اصحاب رضی اللہ عنہم سارے
جو پیروئے صحابہ ہے ولی ہے
اہانت پر بھڑک جاتی ہے یکدم
جو دل میں عشق کی آتش دبی ہے
نبی ﷺ گلشن، صحابہ رضی اللہ عنہم پھول اس کے
جو ان کا متبع ہے وہ کلی ہے

کاروانِ اہلِ حق

کی خدمات کو

خراجِ تحسین

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

علومِ ظاہر، علومِ باطن کے کہکشاں ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ
زمیں پہ فقہِ حدیث وقرآں کے آسماں ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ

اصولِ فقہ وحدیث وقرآں کے ترجماں ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ
جو اہلِ سنت دلِ شریعت ہیں، پھر زباں ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ

لٹا کے جانِ عزیز، کی ہے جو باغِ ایماں کی آبیاری
سو گلستانِ حضورِ انور ﷺ کے پاسباں ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ

جنازہ نکلا تھا جیل سے جب تو ان کے اعدا بھی کہہ اٹھے سب
مقام ان کا ہے باغِ جنت گُلِ جناں ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ

اگر ستاروں پہ علم ہوتا تو وہ ستاروں سے توڑ لاتے
علومِ دینِ محمدی کے وہ رازداں ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ

وہ شاہِ ملکِ سلوک و احساں، وہ رہبرِ عشق و علم و عرفاں
کہ زہد و تقویٰ کی، فقہ و افتاء کی داستاں ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

وہ آبروئے علومِ دینی کہ ان کی معروف دور بینی
گئی نہ اہلِ نظر کی اکثر نظر جہاں ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جو گم ہے شہوت کی مستیوں میں جو ہے جہالت کی پستیوں میں
خبر کہاں ایسے بے خبر کو کھڑے کہاں ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

☆......☆......☆

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خراجِ تحسین

نبی کے اک امتی سے ظاہر ہوئے نیابت کے کارنامے
رہیں گے تابندہ تا قیامت حکیم امت رحمۃ اللہ علیہ کے کارنامے

کہیں فقاہت کے معجزے ہیں کہیں نصیحت کے کارنامے
کہیں شریعت کے معرکے ہیں کہیں طریقت کے کارنامے

کہیں پہ اردو کی چاشنی ہے کہیں پہ موتی ہیں فارسی کے
کہیں فصاحت کے کارنامے کہیں بلاغت کے کانامے

ہیں اب تو نادر نجوم ایسے وہ دے گئے ہیں علوم ایسے
کہ آبِ زر سے لکھے گی تاریخ ان کی عظمت کے کارنامے

گلابِ ایمان کو نکھاریں بیانِ قرآن کی بہاریں
وہ عشق و مستی کی یادگاریں وہ علم و حکمت کے کارنامے

کلام ایسا کہ جیسے موتی بیان ایسا کہ جیسے دریا
زباں زدِ خاص و عام کیونکر نہ ہوں لیاقت کے کارنامے

رسومِ اہلِ ہوا مٹا دی سلوک و احسان کو جِلا دی
جہاں کو راہِ خدا دکھا دی، ہیں رہبریت کے کارنامے

بہشتی زیور کا ہے مصنف بہشت میں محوِ استراحت
بُھلا سکے گی کبھی نہ دنیا مگر فقاہت کے کارنامے

کبھی مصنف کبھی مؤلّف کبھی مفسر کبھی محدث
کہیں تصلّب کا رنگ غالب کہیں پہ جدت کے کارنامے

جو کل فضا میں تھی بے یقینی وہی حقائق بنے زمینی
تری فراست کی ہے کرامت تری سیاست کے کارنامے

☆......☆......☆

شہدائے بالاکوٹ رحمۃ اللہ علیہم

جب طلب ان کو کیا مینائے بالاکوٹ نے
خُم شہادت کا پیا شہدائے بالاکوٹ نے

چل دیئے سر سے کفن باندھے ہوئے اہلِ وفا
ایسا مجنوں کر دیا لیلائے بالاکوٹ نے

عاشقوں نے جان دی محبوب کو دیکھے بغیر
یہ نظارہ بھی کیا صحرائے بالاکوٹ نے

اک زمینِ بے نشاں تاریخ کا حصہ بنی
دشت کو گلشن کیا گلہائے بالاکوٹ نے

سیدِ احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کو
دی جگہ آغوش میں پہنائے بالاکوٹ نے

طائرانِ قدس نے اس کو بنایا آشیاں
اپنے بازو اس طرح پھیلائے بالاکوٹ نے

لاج رکھ لی شانِ آباء اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی اثرؔ
جان اپنی وار کر بابائے بالاکوٹ نے

دار العلوم دیو بند

دنیا میں مسلّم تری عظمت ہے دیو بند!
مسلم کے لئے جائے محبت ہے دیو بند

یہ نام کسی مسلک و مذہب کا نہیں ہے
اک دعوتِ سنت ہے شریعت ہے دیو بند

طاغوت کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے جبھی تو
طاغوتی عداوت تری فطرت ہے دیو بند!

بوجہل ترے نام سے ہیں لرزہ براندام
جاہل کے لئے باعثِ ہیبت ہے دیو بند

کہتے ہیں تجھے علم کا حکمت کا سمندر
حاصل تجھے صفہ کی نیابت ہے دیو بند!

تو قاسمؒ و محمودؒ کا فیضانِ نظر ہے
گنگوہ کی حاصل تجھے برکت ہے دیو بند!

اشرف علی تھانویؒ کا گلشنِ سرسبز
امدادؒ کی تو زندہ کرامت ہے دیو بند!

تو انورِ کشمیر کا ہے مادرِ علمی
تو مولدِ مفتیِ کفایت ہے دیو بند!

اطفال ہیں دنیا کے مدارس ترے آگے
کچھ ایسی دلوں میں تری عظمت ہے دیوبند!

سنگم علومِ ظاہر و باطن کا بہرگام
پابندِ شریعت ہے طریقت ہے دیوبند

تحقیق، اعتدال، تصلب کا ثمر ہے
عالم میں مسلّم جو ثقاہت ہے دیوبند

کل بھی تجھے سونپی گئی امت کی قیادت
اور آج بھی تو رہبرِ ملت ہے دیوبند!

جن دیکھے تری شان پہ قربان مری جان
دیدار ہو تیرا یہی حسرت ہے دیوبند!

☆......☆......☆

حضرت مولانا عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

در دھوپ مثلِ سائباں حضرت عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ
تیز آندھیوں میں بادباں حضرت عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

تحریکِ حریت کے وہ سرگرم کارکن
جہد و عمل کی داستاں حضرت عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

وہ باوجودِ قید بھی آزاد مرد تھے
گویا قفس میں آشیاں حضرت عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

تھی قال اور حال میں ان کی مطابقت
علم و عمل کے گلستاں حضرت عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

آئے نہ آئے یار کوئی ، محوِ کار آپ
تنہا ہی رشکِ کارواں حضرت عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

گویا ایازِ وقت لقب آپ کا ہوا
محمود کے تھے رازداں حضرت عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

گو آپ اسیرِ مالٹا ہیں لیکن آپ پر
قربان ہیں آزادیاں حضرت عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

ایسے بھی مہر و ماہ اب زیرِ زمیں ہیں
حیرت زدہ ہے آسماں حضرت عزیر گل رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

فائز تھا کامران تھا وہ سرفراز تھا
اہلِ زمیں کو اس کی بلندی پہ ناز تھا

ناآشنائے فخر تھا بیزارِ ناز تھا
وہ عجز و انکسار سراپا نیاز تھا

رخصت ہوا وہ حضرتِ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا جانشیں
جو درمیانِ باطل و حق امتیاز تھا

جب ہی نہ کرگسانِ زمانہ سے بن سکی
مردہ پرست وہ نہیں تھا شاہباز تھا

نادان لوگ جانتے بھی اس کی قدر کیا
وہ آشنائے یار تھا دانائے راز تھا

درسِ حدیثِ پاک کی نعمت سے بہرہ ور
قرآن کے علوم سے وہ سرفراز تھا

کتنے ہی اہلِ عقل کو کر ڈالا اہلِ عشق
دیوانہ ہی نہیں تھا وہ دیوانہ ساز تھا

حاصل تھیں اک صدی پہ محیط اس کی خدمتیں
اس نخلِ ثمربار کا سایہ دراز تھا

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رہبرِ کامل شیخ طریقت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ
اک تحریکِ رشد و ہدایت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

ہر رخ سے پابندِ شریعت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ
ظاہر باطن صورت سیرت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے پایا سایۂ رحمت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ
دھوپ میں ہے سرگرداں امت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ!

اہلِ حق کی آپ کی جیسی راہنمائی کون کرے
پہلے ہی ہے فقدانِ قیادت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ!

بغض و عداوت کبر و نخوت سے تھے یکسر ناواقف
پیکرِ خُلق و عشق و محبت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

سنت کی راہوں پر چل کر کوئے جنت جا پہنچے
آج امامِ اہلِ سنت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

جاتے ہی جنت کا دریچہ کھل جائے گا مرقد میں
ہو گا یوں نظّارۂ جنت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ!

بن کے امیرِ ختمِ نبوت دنیا میں کی ان تھک محنت
ہے اب تو راحت ہی راحت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ!

دین کی ہر تحریک میں شرکت پینسٹھ حج کی پائی سعادت
آپ تھے کس درجہ خوش قسمت حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ!

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

انہیں چشم ڈھونڈے ہے ہر طرف، وہ نظر میں ایسے سما گئے
سبھی اہلِ دل ہیں دریدہ دل، وہ جہانِ فانی سے کیا گئے

یہاں رند ہیں سبھی تشنہ لب، یہاں ہر مریض ہے جاں بلب
"وہ جو بیچتے تھے دوائے دل، وہ دکان اپنی بڑھا گئے"

کیا رہنما سے جو رابطہ، ملا کور چشموں کو راستہ
وہ جو گمرہی کے اسیر تھے، وہی لوگ منزلیں پا گئے

وہ سلف کی گویا شبیہ تھے، وہ زمانے بھر کے فقیہ تھے
وہ جمیل تھے، وہ وجیہ تھے، سو دلوں پہ نقش جما گئے

کیا ایسا زندہ جہاد کو، پڑا منہ چھپانا فساد کو
وہ خدائے پاک کی یاد کو، نئی ایک راہ دکھا گئے

بڑے کاربندِ اصول تھے، وہ عجب مطیعِ رسول ﷺ تھے
کہ وہ پھولپور کے پھول تھے، رہِ حق کی خوشبو اُڑا گئے

وہ سراپا قابلِ دید تھے، بڑے خوش نصیب وسعید تھے
کہ حقیقتاً وہ رشید تھے، سو چراغِ رُشد جلا گئے

جہاں عارفوں کے پڑیں قدم، وہ نقوشِ پا بھی ہیں محترم
اسی راستے پہ چلیں گے ہم، کہ جدھر سے اہلِ وفا گئے

وہ فطین و عالی دماغ تھے، وہ ہدایتوں کا چراغ تھے
وہ خدا کے دین کا باغ تھے، سو عمل کے پھول کھلا گئے

اے اثرؔ انہوں نے حیات کا، کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا
جو خدا سے ''عہدِ الست'' تھا، وہ بہ حُسن و خوبی نبھا گئے

مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

قادیانیت کی سرکوبی ترا منشور تھا
داعیٔ ختمِ نبوت دہر میں مشہور تھا

درمیاں طوق وسلاسل کے بھی تو مسرور تھا
نشۂ عشقِ رسالت میں کچھ ایسا چُور تھا

قادیانیت کو ہر سو موت آتی تھی نظر
قادیانیت پہ تیرا وار یوں بھرپور تھا

بہر استقبال نورانی فرشتے صف بہ صف
منتظر منظور احمد کا جہانِ نور تھا

حضرتِ منظور احمد جائیں مولیٰ کے حضور
درحقیقت میرے مولیٰ کو یہی منظور تھا

جان و مال و آبرو قربان کر دینا روا
پر سرِ مو انحراف دین نامنظور تھا

چشمِ باطل میں کھٹکتا تھا مثالِ خار وہ
حق کا ناصر تھا جنابِ حق سے وہ منصور تھا

وہ کہ عجز و انکساری سادگی تھا سر بسر
عجب و کبر و خودنمائی سے بہت ہی دور تھا

بارہا اس نے کیا چیلنج باطل کو اثرؔ
پیشوائے قادیانیت مگر مفرور تھا

☆......☆......☆

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ

کھلا جاتا تھا جو حبِ عمر رضی اللہ عنہ میں
تڑپتا تھا جو عشقِ بوبکر رضی اللہ عنہ میں
کھٹکتا تھا جو باطل کی نظر میں
وہ راہِ حق کا راہی آ رہا ہے
صحابہ رضی اللہ عنہم کا سپاہی آ رہا ہے

ملائک بہرِ استقبال اترے
بہت ہی مطمئن خوشحال اترے
ضیافت کو لئے اک تھال اترے
ہٹو مہمانِ شاہی آ رہا ہے
صحابہ رضی اللہ عنہم کا سپاہی آ رہا ہے

کوئی کیوں اس پہ اب آنسو بہائے
جو اپنے خون میں از خود نہائے
لباسِ سرخ کے اندر چھپائے
نشانِ بے گناہی آ رہا ہے
صحابہ رضی اللہ عنہم کا سپاہی آ رہا ہے

جو کرتا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کی وکالت
لگاتا تھا اسی خاطر عدالت
اسی رستے میں پائی ہے شہادت
لئے اپنی گواہی آ رہا ہے
صحابہ رضی اللہ عنہم کا سپاہی آ رہا ہے
وفورِ شوق میں نعرہ لگا کر
لہو کے طشت میں سر کو سجا کر
خود اپنی جان کی بازی لگا کر
وہ بحرِ حق کا ماہی آ رہا ہے
صحابہ رضی اللہ عنہم کا سپاہی آ رہا ہے

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ

منتظر یوں تھی جنت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کی
تھی صحابہؓ سے نسبت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کی

زورِ باطل سے مرعوب ہوتا نہ تھا
حق نوائی تھی عادت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کی

کی صحابہؓ کی الفت میں جاں تک فدا
کوئی دیکھے سعادت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کی

آبروئے صحابہؓ پہ مرتا تھا وہ
ہے جبھی جگ میں عزت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کی

چاہتا تھا وہ اصحابؓ کو، اس لئے
ہے دلوں میں چاہت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کی

اس کو بھاتا نہ تھا اور کوئی خطیب
جس نے سن لی خطابت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کی

داعیِ حبِ اصحاب تھا دہر میں
تھی انوکھی عبادت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کی

کیوں نہ ہوتا وہ آخر فہیم وجری
تھی علیؓ سے جو نسبت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کی

کتنے شیروں کو پیدا کرے گی اثرؔ
ناگہانی شہادت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

جگر کی پیاس لہو سے بجھا کے آیا ہوں
میں تیری راہ میں گردن کٹا کے آیا ہوں

جو تیرے وصل میں حائل تھے جیتے جی یارب!
تمام راہ کے پتھر ہٹا کے آیا ہوں

نہ پائی جب کوئی سوغات تیرے در کے لئے
تو اپنی جاں کا خزانہ لٹا کے آیا ہوں

نہ کوئی انگلی اٹھائے گا اب صحابہ رضی اللہ عنہم پر
سبق عدو کو کچھ ایسا سکھا کے آیا ہوں

بغیر حُبِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے خام عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
تمام اہلِ جہاں کو بتا کے آیا ہوں

تمام حورو ملائک ہیں محوِ استقبال
میں سر پہ تاجِ شہادت سجا کے آیا ہوں

مرے خلوص کا توشہ قبول کر یارب!
میں اپنا نام و نشاں تک مٹا کے آیا ہوں

مجھے بھی چاہتے تھے بیوی بچے بھائی بہن
میں سب کو خون کے آنسو رُلا کے آیا ہوں

مجھے نہ دو غسل پہنچاؤ تحتہا الانہار
میں اپنے خون میں خود نہا کے آیا ہوں

مجھے تو مدتوں رویا کریں گے اہلِ جہاں
زہے نصیب کہ میں مسکرا کے آیا ہوں

شہدائے ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی خدمت میں

بڑا اعزاز پایا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت میں
کہ جس نے سر کٹایا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت میں

وہ بختاور سرِ محشر یقیناً سرخرو ہو گا
لہو جس نے بہایا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت میں

صحابہ رضی اللہ عنہم عالمِ برزخ میں آئے بہرِ استقبال
کہ دیکھیں کون آیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت میں

نہ کیونکر چاند بھی ہو ماند اس کے نور کے آگے
کہ جس نے خوں جلایا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت میں

لٹا کر دولتِ دنیائے دوں دیوانہ حق نے
زرِ عقبیٰ کمایا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت میں

برائے خلعت خلدِ بریں خود اک سپاہی کو
خدا نے آزمایا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت میں

کیا خود منتخب اس نے اثرؔ راہِ عزیمت کو
اسے ہر ظلم بھایا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت میں

☆......☆......☆

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ

ترے تعاقب میں تھے شروری سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ
قصور تیرا تھا بے قصوری سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ
تجھے تو مرغوب تھی شہادت سو پائی تو نے بھی یہ سعادت
تری تمنا ہوئی ہے پوری سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ
کیا تھا آغاز حسنِ یوسفؒ نے جس کا خوں میں نہا نہا کر
وہ داستاں تھی ابھی ادھوری سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ
اگرچہ آنکھوں میں اشک آئے مگر مقدر پہ رشک آئے
کہ جمعے کی شب میں یہ حضوری سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ
ملے نہ کیوں ہر خطا سے پاکی لہو میں لتھڑا ہے جسمِ خاکی
سو مرحبا کہہ رہے ہیں نوری سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ
حیات مرشد کی متبع تھی ممات بھی ہو گئی مشابہ
تھی شیخ کی پیروی ضروری سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ
تری جدائی کا قلبِ نازک پہ سچ بتاؤں اثرؔ بہت ہے
بہت ہی غمگیں ہے جونپوری سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

گلشن ِ دیں کا گلِ شاداب رخصت ہو گیا
علم اور تقویٰ کا زریں باب رخصت ہو گیا
تھا جو مثلِ ماہیٔ بے آب رخصت ہو گیا
دردِ فرقت سے جو تھا بے تاب رخصت ہو گیا
چار جانب تیرگی ہی تیرگی چھائی ہے اب
آفتابِ منبر و مہراب رخصت ہو گیا
اولیا اللہ تو موجود ہیں اب بھی مگر
آبروئے محفلِ اقطاب رخصت ہو گیا
جو ضعیفی میں بھی تھا رشکِ جوانانِ چمن
کر کے سونی محفلِ احباب رخصت ہو گیا
وہ حکیم ِ عصر بھی تھا اور طبیب ِ دہر بھی
خوش نظر خوش فکر خوش القاب رخصت ہو گیا
سر زمینِ آس پر اب یاس کی بکھری ہے اوس
آسمانِ عشق کا مہتاب رخصت ہو گیا
سالکینِ راہِ حق کی زندگی سے یک بیک

معصیت کا کر کے سدِ باب رخصت ہو گیا
کس سے سیکھیں سالکیں اب، نفس سے کشتی کے گُر
راہِ حق کا رستم و سہراب رخصت ہو گیا
جس کی گہرائی سے خود غواص بھی عاجز رہے
کر کے اُس دریا کو وہ پایاب رخصت ہو گیا
معترف تھے جس کی تابانی کے سب اہلِ نظر
دہر سے وہ گوہرِ نایاب رخصت ہو گیا
اب تیمم خاک سے کرنا پڑے گا اے اثرؔ
آب رخصت ہو گیا ہاں آب رخصت ہو گیا

☆......☆......☆

CamScanner

مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ

جگر کی پیاس لہو سے بجھا کے آیا ہوں — میں تیری راہ میں گردن کٹا کے آیا ہوں
جو تیرے وصل میں حائل تھے جیتے جی یارب! — تمام راہ کے پتھر ہٹا کے آیا ہوں

نہ پائی جب کوئی سوغات تیرے در کے لئے — تو اپنی جاں کا خزانہ لٹا کے آیا ہوں
نہ کوئی انگلی اٹھائے گا اب صحابہؓ پر — سبق عدو کو کچھ ایسا سکھا کے آیا ہوں

بغیر حُبِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے خام عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم — تمام اہلِ جہاں کو بتا کے آیا ہوں
تمام حور و ملائک ہیں محوِ استقبال — میں سر پہ تاجِ شہادت سجا کے آیا ہوں

مرے خلوص کا توشہ قبول کر یارب! — میں اپنا نام و نشاں تک مٹا کے آیا ہوں
مجھے بھی چاہتے تھے بیوی بچے بھائی بہن — میں سب کو خون کے آنسو رُلا کے آیا ہوں

مجھے نہ دو غسل پہنچاؤ کے تحتھا الانھار — میں اپنے خون میں از خود نہا کے آیا ہوں
مجھے تو مدتوں رویا کریں گے اہلِ جہاں — زہے نصیب کہ میں مسکرا کے آیا ہوں

CamScanner

حق کی فتح کا دلکش نظارہ...... باطل کی شکست کا عبرتناک منظر

رودادِ

مناظرہ حیات الانبیاء

(بمقام ہتھیجی تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور)

مناظر اسلام مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ
مناظر اسلام حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ

مناظر اسلام، حضرت مولانا ابو احمد نور محمد تونسوی مدظلہ

مناظر اہل سنت وکیل احناف مولانا حضرت جمیل الرحمٰن عباسی صاحب مدظلہ مدیر "مجلہ تسکین الصدور" بہاولپور

صفحات: 128
قیمت: 80

ناشر

مکتبہ صفدریہ

نزد مدنیہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور
03017790908--03327045126

محترم اشتیاق احمد (مدیر: بچوں کا اسلام)
کا ایک حیرت انگیز انتخاب

واقعات اسلاف کے قدم بقدم

ہر طبقہ کے لئے برابر مفید اور لائقِ مطالعہ

CamScanner